

الديورينديت

مكتبة فكر رضا كهيوزه

مكتبة فكر رضا كهيوزه

خلاصہ یہ ہے کہ اول تو اس عبارت زیر بحث میں صرف بہت سے شغل برزخ مرادی نہیں ہو سکتا جس پر خود یہ عبارت اور اس کے آگے پیچھے کی عبارت دلیل ہے لہذا عبارت زیر بحث کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال یا تصور اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازیں مشرک ہوجاتا ہے۔

ثانیاً اگر عبارت کو صبح کے شغل برزخ ہی مراد میں تو یہ مطلب ہوا کہ صدق کی صورت پاک کا تصور نمازی کے لیے ہر وہ مشاہدہ چال الہی کا آئینہ ہے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور نمازی اس سے مشرک ہوتا ہے۔ لہذا دونوں صورتوں میں ششازی مشرک ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں یہ گدھے بیل والی عبارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت گستاخی اور نہایت تمسندی سڑی گالی ہے۔ لہذا المصباح الجدید کا وہ اعتراض کو مولیٰ کلیل صاحب کے سامنے والوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا اور دیوبندیوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں، بعد میں دہر صاحب نے درنگ اور دسے۔ آپ کہتے ہیں کہ مناظر رنگ میں ہم دوسری چیز پیش کرتے ہیں۔ (۱) رضا خاںوں کا دھنسنے کہ یہ عبارت مولانا اسماعیل شہید کی ہے۔

(دہ) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین قرین کی گئی ہے اور آپ کو معاذ اللہ صبح کا خیال دی گئی ہیں اور اس میں کسی تاویل کی بھی گئی نہیں مگر جو کہ تفسیراً یہ صلا ۳۲۳ اور یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں اودھنے گستاخی کرنے والا کافر ہے، چنانچہ اور جو اس کے کفر و عذاب ابدی میں شک کرے وہ بھی

ایسا ہی کافر ہے۔ بایں برآب کے، آنحضرت فاضل بریلوی احمد رضا خاں صاحب انہیں مولانا اسماعیل شہید کے متعلق تنبیہ ایمان میں صلا برکتے ہیں اور میں امام الخلفۃ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا نیز اسی شہید ایمان میں صلا پر فرماتے ہیں۔ علمائے حق انہیں کافر نہیں ہوا جواب و فی الصواب دہلی علیہ الرحمۃ و ہوا الذہب و علیہ السلام و فیہ السلام و فیہ السلام و اب کیا فرماتے ہیں۔ المصباح الجدید کے نئے مصنف اور رضا خاں برادری کے دوسرے علماء کرام کہ آپ کے آنحضرت حضرت شہید موم کو سلطان گنہگار کافر سمجھتے یا نہیں اور آپ ان کو آنحضرت کہنے والے بھوکا کو ادنیٰ درجہ کا سلطان ماننے والے بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہونے یا نہیں۔ میرا تو جسد و، محتاج الہدی صلا

الحجۃ الثانیہ

و حکم من عائب قولہ صحیحاً

و آفتہ من التعلیل التفسیر

واقعی حق بات کو عیب لگانا، اپنی عقل کا تصور سمجھ کا فتور ہے اس میں کیشر ہے کہ اس گدھے بیل والی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح قرین ہے اور رابطہ تفسیر ہی کی عیادوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت بریلوی اسماعیل دہلوی کی ہے کیونکہ انہوں نے بریلوی اس کو اپنی مراد مستقیم میں داخل کیا۔ سراسر دیانت بنایا بریلوی کو پڑھ پڑھ کر سنایا پھر بریلوی اسماعیل کی عبارت ہونے کے لیے اس کے سینک ہونا کیا ضروری ہے۔ دیکھو کہ تفسیراً اور تنبیہ ایمان میں تعارض ہونا پسندوں کی جہالت ہے کہ کفر نفی و کفر گالی میں فرق نہیں سمجھتے۔

کفر نفی کے معنی قول کافر ہونا ہے کفر گالی کے معنی قائل کافر ہونا ہے۔

اگر کتبہ الشہادہ کفر فقیہی میں ہے اور تہدایان کفر کا یہ ہے دونوں کتابوں میں خود اس کی تصریح ہے۔ مولوی اسماعیل کے یہ اقوال یقیناً کفر ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں مگر اگر مرتد صاحب اپنے کفر و ارتداد سے قہر کر لیتا ہے تو بعد از وہ اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا مگر اس کا قول بعد از وہ بھی کفر ہی رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب کی تائید چونکہ مشہور ہوئی تھی اگرچہ اس کا ثبوت اس درجہ نہیں کہ یقیناً ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ کمال احتیاط ہے کہ اس شبہ سے بھی اسماعیل کو کافر کہنے سے گفٹ لسان فرمایا مگر اس کے یہ قول چونکہ کفر ہیں اس لیے ان اقوال پر حکم کفر دیا اس میں تناقض کچھ نہ دیکھندوں کی جہالت کی دلیل ہے۔

کاشش قاضی صاحب بھی اپنے کفر و ارتداد سے قہر کر بیٹھے۔ یا کم از کم مولوی مرکتے اسمن مولوی حسین احمد و عزیزہ دیوبندی ان کی طرف سے قہر مشہور کر دیتے تو یقیناً اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلکہ تمام اہل سنت میں سے کوئی بھی قاضی صاحب کو کافر و مرتد نہ کہتا مگر قاضی صاحب اپنے کفر و ارتداد پر ایسے اڑے اور اپنے تئیں برائے جسے کہ ان کا مذاق ان نے مجتہد اور آپ بگ اسی حالت میں ان پر ایسے جوشے کہ ان کو اپنا پیشوا حکیم الامت ماننے پر دیکھ ان پر سب سے دلداری میں درد دیتے ہو پھر آپ تمام دیوبندی اس اجماعی مسئلہ سے (کہ جو شخص آئینہ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادسنے گستاخی کرے تو اسے کفر و خطاب ہدی میں شک کرے وہی ایسا ہی کافر ہے) کو نہ جانتے کہ کون کون کافر و مرتد ہی ہوتے۔ واللہ اعلم بالصواب

دیوبندیوں کی شرک فروش ۱۸۱
یا دیوبندی کفر و شرک میں ایسے محمدی کہ خانی الکفر و الشرک کا مرتبہ دیکھتے ہیں جس پر ہر ان کی نظر پڑتی

ہے شرک و کفر ہی نظر آتا ہے مسلمانوں کے جس فعل کو دیکھتے ہیں شرک و کفر کہتے ہیں کافر و شرک بھی مسلمانوں کو کافر و شرک نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کی یہ راحت ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ پرہیزگار متقی مسلمان کو بھی شرک کہتے ہیں۔ تقویت دہیان میں ہے فاضل محمد بزاز درجہ بہتر سے متقی شرک سے مسلمانوں کو روگردا دیوبندیوں کے نزدیک متقی بھی شرک ہے حقیقت یہ ہے کہ وہابی دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ فرقہ دہلیہ کے علاوہ ساری دنیا کے مسلمان شرک ہیں۔ ان کا قتل مباح ہے جس کی تفصیل ۲۳ میں شامی حوالہ سے گزری۔ مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی حکومت نہیں نہ اہل ملت کے مقابلہ کی تاب و طاقت اس لیے قتل سے مجبور ہیں مگر عقیدہ وہی ہے مسلمانان اہل ملت کو کافر و شرک سمجھتے ہیں اپنی تحریر تقریر میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔

المصباح الجدید کے اس ممبر میں قاضی بیگز کی ذرا سی جگہ دکھائی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب قاضی نے اپنی کتاب بخشی زیور میں لکھا ہے

کفر و شرک کی باتوں کا بیان اسی میں ہے کہ کسی کو دوسرے پکارنا اور یہ کہنا کہ اسے غیر ہوگئی وہ کسی سے مرادوں کا غنا کسی کے سامنے جھکانا یہ سب دہلیہ کا شعلہ شمسین جلیج علیہ السلام و غیرہ نام رکھنا دیوبندیوں کو کفار و غدار رسول چاہے ہو تو لانا کام ہو جاتے گا (بہشتی زیور ص ۱۷۱) جب یہ باتیں کفر و شرک ہوئیں تو ان کے کرنے والے قاضی صاحب کے نزدیک کافر و شرک ہوتے۔ یعنی جہاں کسی نے دوسرے کسی کو پکارا اور یہ کہا کہ اسے غیر ہوگئی یا کسی امتی نے دوسرے کو یا رسول اللہ یا منی اللہ اور یہ کہا کہ باذنہ تعالیٰ حضور کو غیر ہوگئی پس وہ کافر و شرک ہو گیا جس نے کسی بھی یادانی سے اللہ کی دی ہوئی قدرت

کی ہنس پر مراد مانجی کا فر مشرک ہوا جو کسی کے سامنے جبکہ خواہ استاد ہو پیر
کا فر مشرک ہوا، سہرا باندا کا فر مشرک، بی بی عیسیٰ بی بی عیسیٰ و غیرہ یعنی مشرک
بی بی عیسیٰ بی بی عیسیٰ نام کا فر مشرک۔ یوں کہا کہ خدا و رسول پاسے کہ تو فلاں کا کام
جاتے گا کا فر مشرک، قناتی صاحب کے اس معیار سے مسلمانوں کو باہر نکالنا ہے
تو کم از کم پانچ سو فیصدی مسلمان کا فر مشرک ٹھہرے یہی قناتی صاحب کا یہ
بہشتی زیور ہے یا مشرک کی کشین۔

دریہندی رہبرنے اس کا جواب دیا کہ انھے باتوں میں پہلی میں کوئی کمی
کو دور سے پکارتا اور یہ سمجھا کہ اسے خبر ہو گئی۔ اور کسی سے سرواٹھنا اور کسی
کے سامنے جھکنا یہ سب شرک خفّی ہیں ان کے کرنے سے آدمی بیشک مشرک
ہو جاتا ہے اور بعد کی عمر میں اس پر ایمانداروں کی بخشش عبد اللہ وغیرہ نام رکھنا
یوں کہنا کہ خدا رسول اگر پاس ہے کہ تو فلاں کام ہو جائے گا یہ شرک خفّی نہیں مگر
مومن شرک خفّی نہیں اور کفار کی رسم ہیں۔ اسی فرق کے لئے نیک اور فاجر میں یہ
حاشیہ لکھ دیا ہے لیکن ان باتوں کا یہاں میں کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا ہمیں
علق ہے خواہ اس وجہ سے کہ مومن شرک و کفر میں یا اس وجہ سے کہ مومن و
افواج کفار و مشرکین سے ہیں۔ یا اس وجہ سے کہ مومن کفر و شرک میں یا اس وجہ
سے کہ محضی الی الشرک میں اس سے ظاہر ہے کہ اس میں دو چیزیں ہیں اولی
باجس کی برعوم شرک یا محضی الی الشرک یا کفار و مشرکین کے احوال سے خلق
مخلوق ہیں دوسری حالت میں مریض صاحب کاشتہ زور کی اس عبادت پر اعتراض
کہنا اور حاشیہ کے نوٹ سے اس شخص بند کرنا انتہائی شرناک ہدایتی ہے۔

مقام الحدید طحطا ۶۵۹۶

اس دیوبندی تہذیب سے مشرف ہوئے ہی رہبر صاحب کو فزایا آیا کہ بدقوت بلکہ ہمیشی زویر مختلف مطالع میں چھٹی رہی ہے مگر کبھی ہی اس پر یہ

عاشقہ نے پڑھا ہیو یہی برس کے بعد جب قاضی صاحب پر وہی نازل ہوئی
تو شاید کسی افسانہ نویس یہ عاشقہ لکھ دیا ہو ورنہ اب بھی سرنگ بینر عاشقہ کے ہی ہے
لہذا دوسری جال پیل کو کاغذ میں اگر ہشتی زبرد کا یہ عاشقہ نہ بھی ہو تا تب بھی
اس کا حق کا حق نہ عاشقہ میں ناپا سیتے تھا کہ بعد کی تین چاروں کو کھنڈی و تشدید
کنو و شرک کے بیان میں لکھ دیا ہے کیونکہ اللہ رسول نے بھی بعض گناہوں
پر تعزیت و تشدید کنو و شرک کا حکم دیا ہے۔ مباح الحدید ص ۵۷۔ پھر قاضی
کیوں نے اس کے دورہ بھی ہشتی زبرد میں) و زبردین کو ایسی طریقہ کے پہلے
تو خوب دل کھول کر اپنے عقائد بالمشکاذا اظہار کرتے ہیں جب مواخذہ ہوتا
ہے تو عقائد جانتے ہیں پچھن گاتے ہیں۔ مرادیں بدلا کرتے ہیں قاضی صاحب
کی ہشتی زبرد پر یہ عاشقہ کی بجز کاری سمیت جہالت اور انتہائی حماقت کے کو کو
ہر بیان کے سینے ٹھنڈہ جلدہ عنوان قائم کرتے ہیں کنو و شرک کی باتوں کے
بیان کے بعد ہی دوسرا عنوان (بڑوں اور بچیوں کی باتوں اور باتوں کا بیان)
مستقل ایک قائم کیا ہے اور اس میں قیروں کو طواف اور جدو کرنا بندوں
کی عین کرنا شاد کیا ہے لہذا اگر کچھ بخش و عید الفی و خیرہ نام رکھنا اوروں کرنا
کہ خدا اور رسول چاہے گا تو نہ نام ہو جائے گا۔ شرک و کفر نہ صرف وہم
شرک یا کفار کے اطوار سے ملتا ہوا تھا تو قبر کو جدو کرنے اور کفار کی زمین
کرنے کی طرح اس کو بھی اسی دوسرے عنوان میں بیان کرتے ہیں عاشقہ
پر عاشقہ ”چھ معنی دار و۔ لہذا عاشقہ حماقت و جہالت نہیں تو قاضی صاحب
پر قاضی ناٹوی ضرور ہے۔

دہر صاحب کا یہ عذر ٹنگ کہ ان تین چیزوں کو تشدید و تخلیق کا کفر

وشرک میں شمار کیا ہے فی الحقیقت کفر وشرک ہمیں غالباً یہ حذر تقاضا ہی طلب کی بلا اجازت سے اس لئے کہ عرف عام میں کفر وشرک کا اطلاق کفر وشرک

حقیقی ہی پر ہو جائے لہذا جب کسی چیز کو کفر و شرک کہا جائے گا تو حرام اس کو
 کفر و شرک و مشرک ہی سمجھیں گے اور قاضی صاحب نے تو بہشتی زیادہ عورتوں
 بچوں لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا ہے لہذا اس مقام سے قاضی صاحب
 نے خود معین کر دیا کہ اس بیان میں جتنی چیزیں خواہ تین پہلی ہوں یا تین چھٹی
 سب کفر و شرک حقیقی ہیں کیونکہ قاضی صاحب کو کشتہ الناس عقلی قدر
 عقولہم یا عقلی لوگوں کی جھوٹے مطابق ان سے کام کر دینا قاضی صاحب
 اس طرز کی اجازت کیجے دیں گے لہذا تشدد و غلیظ کا بہانا اور بھیجی پٹی کا
 کاغذ قرودہ و ۱۰ اور اگلی پہلی سب باتوں کا حکم ایک ہی ہوا اور ان کے
 گنہگارے قاضی صاحب کے نزدیک کافر و مشرک ہی جوئے اس قاضی
 کفری شہین سے پانچ فیصدی مسلمان بھی کافر و مشرک سے نہ بڑے اللہ اعلم
 اس مردود قفر کے بعد دہر صاحب جیسے ہیں کسی کو دوسرے پکارنا
 اور یہ کہنا کہ اس کو شر ہو گئی کسی سے مراد میں دیکھنا کسی کے سامنے جھکنا یہ
 بیوقوفانہ بیوقوفی فی الحقیقت شرک ہیں اور بیوقوف کو بزار و شرک ثابت کر سکتے ہیں
 اول کے ثبوت میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول
 پیش کیا۔

واسباب و مرسلین علیہم السلام والاوزام الوہیت اعظم غیب شہیدان
 فرمایا ہر کس کو دہر یا قدرت پرستیں مقدورات ثابت کند۔

ترجمہ۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لئے لازم الوہیت علم غیب اور
 برحق کی زیادہ ہرگز سننا اور تمام مقدورات پر قدرت ثابت کرے۔
 اس پر کہ کوشا صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی زیادہ کو
 ہر جگہ سے سننا یہ لازم الوہیت میں سے ہے۔ متابع العید ص ۱۱۰۔

بزرگان دین کی عبادتوں سے دھوکہ دینا دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے

اول کوشا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اوصاف کو لازم الوہیت سے تحریر
 فرماتے ہیں وہ یقیناً ذاتی ہیں اس لئے کہ وصف صلائی کا تو ثبوت ہی خداوند قدوس
 کے لئے محال ہے چہ جائیکہ اس کی ذابت پاک کو لازم ہو لہذا اہم غیب ذاتی اور
 سننا اور ذاتی ہی مراد ہوا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اسی کی گئی ہوئی لہذا اگر
 خداوند قدوس اپنے محبوب سے اللہ عز و جل کو ہر شخص کی زیادہ ہر جگہ سے اپنے
 ارادے اور اختیار سے ملو ۱۔ دے تو یہ کیونکر مشرک ہوا کیا دیوبندیوں کے نزدیک
 یہ بھی لازم الوہیت سے ہے۔ و ما قدرہ اللہ حق قدرہ حق ہے۔

نیز عبارت مذکورہ میں فرمایا سننا اور وہ بھی ہر شخص کی وہ بھی ہر جگہ سے
 ہے اور بہشتی زلزلہ میں کسی کو دوسرے پکارنا اور یہ کہنا کہ اسے شر ہو گئی اس
 کو شرک حقیقی کہلاتا ہے اسی کے قائل کو کافر و مشرک بتایا ہے جو بالعموم ہر اس شخص
 کو شامل ہے جو کسی کو دوسرے پکارے اور یہ کہے کہ اس کو شر ہو گئی خواہ فریاد
 کرے یا نہ کرے خواہ یہ کہے کہ میرے اکیلے ہی کی بات سن لی اسی طرح وہ
 سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارے تو قلعہ
 شامل ہے اس کوشا صاحب کے قول سے کیا حقیقی یہ تو قاضی صاحب نے
 مسلمانان اہل سنت پر کفری طعن پھائی ہے وہی اپنے آقا کو یا رسول اللہ
 یا نبی اللہ کہہ کر پکارنا کہیں بی جگہ جس اس موقع پر ذرا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم
 پر بھی نظر کریں دیکھیں تو اس کفری طعن کا رخ صحابہ کی طرف تو نہیں ہو گیا۔
 حضرت ساریہؓ سے لے کر مقام نبیاندہ میں ایک حدیث سے زیادہ کی صافیت پر
 تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اتنی دود مدینہ طیبہ سے پکارا اور یہ کہا
 کہ ان کو شر ہو گئی مجھے تو فرمایا یا سارہۃ الجبل۔ اسے ساریہ پہاڑ کی طرف
 متوجہ ہر لہجہ فارسی اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ قاضی نشانہ کا گر ہوا اور
 یہیں تک کہ اس میں تمام جاہلی صحابہ اسی مذہب میں ہیں امام زادہ کی اپنے

مٹادی اور اپنی مسجد اپنے مقامات میں تحریر فرماتے ہیں مکان شہداء الصحابہ رضی اللہ عنہم فی حروب یا عسداء یا احسداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار خاک و گرد اپنی لڑائیوں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے لہذا سب اسی دوی ہوئے اور دیکھیں نہ ہوں صحابہ کرام کے علم اہل سنت انہیں گار امن پر کھستے ہوتے ہیں انہیں کے قدم بہ قدم ہیں لہذا جن افعال کی بنا پر اہل سنت کو کافر و مشرک کہا جاسکے گا وہ وہی افعال ہونگے جو صحابہ کرام سے ثابت ہیں لہذا دیوبندیوں کا کفر و شرک صحابہ کرام پر ہی ضرور پہنچے گا۔ رہبر صاحب اس کے بعد کسی سے مراد مانگا۔ شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں ایسے ہی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا کہنا اور اس بنا پر کہ اس سے مرادیں مانگا بھی شرک ہے۔ متاع العبد ص ۱۱۱۔

اس پر کہہ جاہلیں نقل کی ہیں مگر یہ دیوبندی ساری اور ضرب کاری ہے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو مستقل حاجت روا کہنا یقیناً شرک ہے اس پر جاہلیں نقل کرنے کی کیا حاجت ہے یہ تو تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ مگر بہشتی زیوریں کو کسی سے مرادیں مانگا عام ہے مستقل حاجت روا کہنے کی قید نہیں مستقل حاجت روا سمجھئے حسنہ کی دوی ہوئی قدرت اسنے۔ دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ ایسی پکار گری اگر ہے تو مرادیں مانگنے کی کیا تخصیص ہے۔ بی بی سے روئی اور پائی مانگا دیوبند کے مدرسہ کے لیے چند مانگا بھی شرک حقیقی ہوا۔ کیا عقار دیوبند کے نزدیک کسی کو مستقل حاجت روا سمجھ کر چند مانگا شرک حقیقی نہیں ہے۔ مستقل حاجت روا کہنے کا مسلمانوں پر انہماک ہے۔ مسلمان انبیاء و اولیاء سے جو مرادیں مانگتے ہیں تو ان کو مستقل حاجت روا مگر نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی دوی ہوئی قدرت اسنے ہیں اور دیوبندیوں کے ایمان میں اسی کو شرک سمجھا ہے۔ خلاصہ ہو۔

پھر خواہ دیوبندی کہ ان کاموں کی حاجت ان کو خود بخود ہے یا نہیں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویت ایمان ص ۱۱۱۔ دیوبند پر انہیں کھل کر تقویت ایمان کو دیوبند کی دوی ہوئی طاقت مانگا بھی شرک سمجھا ہے یعنی جو مسلمان اللہ کی دوی ہوئی قدرت ان کو انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگتے ہیں ان سب پر کفر و شرک کی بادش ہے اور شرک بھی رہبر صاحب نے تسلیم کر دیا بہشتی پھر اس کے خلاف بہشتی زیور کی حبادت کا مطلب کیسے کرتے ہیں کیا تقویت ایمان سے توہ کر لی ہے اگر ایسا ہے تو اسلامی صاحب سے اعلان کرادو۔

تیسرے کسی کے سامنے جھکا اس کو بھی رہبر صاحب شرک حقیقی ثابت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایسے ہی بہت مذہب جو دیت کے ماتحت کسی کے سامنے جھکنا یہ بھی شرک ہے کیونکہ جو دیت عقلی و جہود حقیقی کا حق ہے۔ متاع العبد ص ۱۱۱۔ دیوبند پر انہیں کھل کر دوا مانگی کہ وہ کیا بہشتی زیوریں مذہب جو دیت کے طاقت کی قید ہے۔ کیا اسلامی صاحب نے یہ سمجھا ہے کہ عبادت کے لینے کسی کے سامنے جھکا اگر ہے تو کیا ان اور اگر نہیں تو بذمہ جو دیت کو حصر ہے کیا۔ ایسے دم چلے گا کہ توہر فعل شرک ہو جائے گا کیا بذمہ جو دیت کے ماتحت کسی کے سامنے کھڑا ہونا شرک نہیں، جیسا شرک نہیں، جیسا شرک نہیں کیا یہ سب افعال تہا سے نزدیک بذمہ جو دیت کے ماتحت ایمان میں اگر کوئی تو اسلامی صاحب سے فتنے شائع کرادو۔ اگر نہیں تو صرف جھکنے کی نفسیں کیوں، ذرا تو شرافت اور سی مسلمانوں کو مشرک کا فرمانے سے باز آؤ۔

رہبر صاحب نے اس لہجہ میں اپنی آنچل انسان کی گند و بیزاری کے امت فانی کی ہے اور دیوبندی تہذیب کے خوب جوہر دکھائے ہیں کہتے ہیں۔ معرض صاحب اس ضمن اسلام کے سنیں لگام دیں جو حضرات علماء و برہنہ مانگا

زود اسلام کے متعلق اپنی زمینوں تحریر توں میں یہ لکھ گیا ہے۔ یہ سب کافروں کے کفر میں جو شک کہے وہ بھی کافر جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کہے وہ بھی کافر۔ منترض صاحب بتاتے ہیں کیا اس کفری شخص کے دوسے ایک بیحدی بھی مسلمان رہتا ہے۔ محتاج العبد مسلمان۔ اس کے آگے اور بڑی چمک و ارو پونڈی تہذیب ہے۔

دیوبندی اپنے مذہب سے بھروسہ کذب و افتراء ان کی رد معافی بخدا ہے۔ مکاری و مکاری ان کا ایمانی لڑ ہے۔ انحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام علماء دیوبند و تمام علماء مذہب پر ہرگز ہرگز کوئی کفری نہیں دیا بلکہ ان چند بدین شفا قاضی، محکمی، آویسی، قادیانی، مرتدین ان کے کفریات آنتاب تیروڑ کی طرح روکش میں۔ حکم قرآنی سنایا جتنے کفر ویا ان کے نہیں اقوال غور و محارح میں نہیں نے اقل قاضی خٹنہ کفر و افتراء دیا اور حکم شرعی سنایا کہ یہ کافر ہیں۔ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہوئے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ ان کی حمایت کرے وہ بھی کافر ہے اور واقعی یہ حکم شرعی ہی سے دلیل ہے۔ بر مسلمان کا اس پر عمل مفردی ہے کہ ان کے کفری قول پر مطلع ہوئے کے بعد ان کو کافر نہ جانے۔ یوں نہیں جیسا کہ تم دعا میں کرتے ہو کہ مسلمان محض ان مرتدین کی ظاہری صورت جب وہ دستار لپی وارویں دیکھ کر و غلط گوئی میں کہ مسلمان بھی وہ بھی کافر ہیں۔ بدویہ یا اٹھتے نہ پاکی ہی عالم نے کہاں لکھا ہے کہ جو شخص ان مرتدین کے کفری اقوال سے یہ خبر بردار ظاہری صورت دیکھ کہ مسلمان سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ وہ شخص جس کو ان کے اقوال کفر پر اطلاع نہیں ناواقف ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کہ مسلمان سمجھتا ہے وہ قطعاً ہے قصور ہے اس کے نیچے یہ حکم کسی عالم نے برگزیدہ نہیں دیا۔ تم میں اگر ذرہ کے گرد میں صبر کے برابر کی شرم و حیا ہے تو ثابت کہ وہ ہرگز قاضی و دیگر کے اقوال تہذیب کو کفری

ظلمی ہیں ان اقوال پر حکم کفر ہے جو ان اقوال خبیثہ سے متفق ہو اس پر حکم کفر ہے۔ لہذا کفر کی صورت یہ ہے جو تم نے اختیار کیا ہے کہ حفظ الامان۔ براہین فتاویٰ تحذیر الناس کی وہ کفری عبارتیں دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے کہ واقعی ان عبارتوں میں یہی کوہم علی الصلوٰۃ والسلام کی قرین ہے پھر بھی ان غشاکا دامن نہیں چھوڑتے اللہ و رسول کے مقابل میں ان مرتدین کی حمایت کرتے ہو اسی صورت میں تم پر حکم کفر ضرور ہے اور یہ کوئی نسیب حکم نہیں اس پر خود دیوبندی رہبر صاحب نے مزید ۲۰ میں اجتماع نقل کیا ہے کہ اس حکم میں ناواقف مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنا یہ تہذیب و صحبت کی مکاری ذریعہ کاری ہے۔ والیہا ذالہذا لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے حسام الخیر کی بنا پر ساری دنیا کے تمام مسلمان مسلمان ہی ہیں۔ البتہ جہاں سے فتاویٰ، گنگوہی، انصاری وغیرہ ملے ہیں مرتدین مفرد و جموع کافر ہیں۔ جو تم ان کے کفریات پر مطلع ہو کر کچھ کہو بان کہ ان کا دامن تمام کر رہنا درغیب خود بخود ان کے پیچھے جہنم میں جا ہے ہر اس میں اعلیٰ حضرت یا دوسرے علماء اہل سنت کا کیا قصور ہے مرنی فتاویٰ دلائل سے

دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم عظیم
پتھوں یا گول انصاریوں جیسا ہے۔
صاحب عازمی نے

اپنی کتاب سنیہ الامان میں یہی کوہم علی الصلوٰۃ والسلام کے علم عظیم کو جانوروں یا جانوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس میں حضور کی سنت توہین ہے۔ فتاویٰ صاحب کی وہ گندی عبارت یہ ہے۔ پھر کچھ آپ ذات مقدسہ پر علم عظیم کا حکم کیا ہوا اگر بول نہ دیکھو گئے کہ ذات طیب ہے اس کے اس عظیم سے مراد بعض عظیم ہے یا کلی عظیم اگر بعض علوم عظیم مراد ہیں تو اس کی حضور کی کیا عظیم ہے ایسا علم عظیم تو نہ دیکھو کہ ہر مرنی و جانور بلکہ جمیع حیوانات

وہ باتم کے لئے بھی حاصل ہے۔ چارہ سطر بعد لکھا اور اگر تمام علوم میں جنب مراد ہیں، اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا اعلان دین عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔ حفظ الایمان ص ۸۵۔

اس عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تمسخر یا مکمل ظاہر ہو گیا ہے۔ دین و دانت کا مقتضای تھا کہ تو بہ کسے اس سے باز آئے مگر سن پروردی شخصیت پرستی کا باہر میں کی وجہ سے تقاضی صاحب اختیار انسان صلی اللہ کے عالم پرستے اور اس کفر صریح کو ایمان بنانے کی فکر میں پڑ گئے۔ پچاس برس کا زمانہ گذرا خود تقاضی صاحب کو بخشش کر رہے ہیں، ساری ذہنیت لپٹ رہی ہے۔ دائروں کو پسینہ آ رہا ہے مگر آج تک اس کفری عبارت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ایمان کا نہ کمال کے رہبر صاحب ہی چارہ سے خوش متبذ کی گامی اسے بہت غمزہ منکر کیا کہ کسی طرح یہ کفری عبارت ایمان بن جاتے مگر صحت۔

ایک خیال است و حال است و جنوں

ناست را اپنی فوض اعتقادی کے جذبہ میں برویکہ تقاضی صاحب اور ان کے اوقات سے ناشایا تھا نگہ مارا، کہتے ہیں کہ۔

رضا خانی است کا یہ ایک نہایت مشہور اور پرانا فقرہ ہے جس کی بنیاد صرف اس پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا علم جنب کا لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ معنی برآں آتا ہے کہ اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لینے ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مراد نہیں بلکہ مطلق بعض علم جنب مراد ہے۔ یہاں کہ خود حفظ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت کا اول فقرہ اس کی نشاندہ دے رہا ہے۔ نیز مصنف حفظ الایمان حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب بسط الایمان میں اس کی تصریح فرمادی۔

ناظرین کو اس حفظ الایمان کے ساتھ بسط الایمان لا سطر فرمائیں رضائانیوں کی افترا پر داری کا حال خود بخود آشکار ہو جائے گا۔ متناسخ الحدید ص ۱۰۔

حفظ الایمان کی یہ عبارت کوئی جرمی یا فرائسی چینی یا پاپائی زبان نہیں ہے جس کی مراد مطلب سمجھنے کے لئے کوئی دشواری ہو۔ تقاضی صاحب کے اشارات و کنایات سمجھ دینا نہیں ہیں جو حقان پر باکرہ پے جاتی صاف و صریح اصول اوراد ہے۔ ہر اوراد زبان جاننے والا اس کا مطلب و مراد پاسانی خوب سمجھتا ہے۔ کہ اس عبارت میں تقاضی صاحب نے علم جنب کی دو قسمیں کی ہیں یعنی جنب اور کل جنب۔ دوسری قسم کو تو حضور کے لئے لفظ و حفظ باطل بتایا اور نہ کوئی حضور کے لئے غیرت بنائی کا قائل ہے۔ جب دوسری قسم باطل ہو گئی تو صرف پہلی قسم بعض علم جنب ہی رہی۔ اسی کو حضور کے لئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور کا علم ہے اسی کو کہہ کر کہا اگر بعض علوم جنب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا جگہ ہے بلکہ علم جنب کو فہم و فکر و فکر و ہر قسمی و ہر قسمی و ہر قسمی حاصل ہے لہذا لفظ ایسا علم جنب سے ضروری کا علم مراد ہوا اور تقاضی صاحب نے حضور کے علم کو پاگوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی لہذا تقاضی صاحب پاگوں اذکاب کا یہ کہنا کہ ایسا علم جنب سے حضور کا علم مراد نہیں بلکہ بعض مطلق علم جنب مراد ہے۔ یہ اس غیبت عبارت کی توجہ ہرگز نہیں ہو سکتی کہ کوئی اس عبارت میں علم جنب کی صرف دو ہی قسمیں ہیں بعض جنب اور کل جنب۔ یہ تیسری قسم مطلق بعض علم جنب کس شان سے ہو گئی جو حفظ الایمان جیسے کے میں بریں بعد تقاضی مراد بتائی جاتی ہے۔ عبارت میں تو ہم تک بھی ہیں اس کا نام دشنام نہیں لہذا تقاضی صاحب مطلق بعض علم جنب مراد لینے میں تہہ و لاد درستہ دوسرے کو گت چراغ دار و نہ کہ مصداق ہیں یہ تقاضی چوہی اور آکسس پر سینہ زوری ہے۔ کیونکہ اس عبارت کا اول و آخری نہیں بلکہ پوری عبارت

برہی شہادت سے دی ہے کہ ایسا علم غیب سے مراد حضور ہی کا علم غیب ہے
 اس لیے کہ مشروع ہی میں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم
 کیا جانا جب حضور کی ذات پر علم غیب کا حکم کرنے میں کلام ہے تو علم غیب ہی
 حضور ہی کا مراد ہوا۔ پھر قاضی صاحب نے زید سے پوچھا تو کسی کے علم غیب
 کو حضور ہی کے اور کہا بقول زید اگر حج ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس
 غیب سے مراد بعض غیب ہے بالکل قاضی صاحب مراد اپنے اذناب کے
 بتائیں کہ اس عبارت میں زید سے کس کا علم پوچھا ہے اپنا یا اپنے اذناب کا
 زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب دریافت کیا ہے لہذا حضور ہی
 کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ بعض غیب یا کل غیب کی غیب تو خود ہی بعد میں مفاد و فقا
 باطل کر دیا۔ اب وہ کیا بعض غیب تو یہ بعض کس کا علم رہا۔ قاضی صاحب کا یا
 اذناب کا زید کا کہو کسی کا نہیں اس سے کیا خلق ان کا علم غیب دریافت ہی
 کب کیا تھا۔ دریافت تو صرف حضور کا علم غیب کیا تھا اسی کی دو قسمیں کی ہیں
 لہذا بعض علم غیب سے حضور ہی کا علم غیب مراد ہوا اسی کو قاضی صاحب
 فرماتے ہیں اگر بعض علم غیب مراد ہو تو اس میں حضور ہی کا تخصیص ہے۔ اس
 عبارت میں بعض علوم غیب سے کس کا علم غیب مراد لیا ہے قاضی صاحب
 لایا اذناب کا یا زید کا کہو کسی کا نہیں صرف حضور ہی کا علم غیب مراد ہے لہذا
 حضور ہی کے علم غیب کو کہا۔ اس میں حضور ہی کا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو
 زید مرد و بکر برہمی و جنوں و کج صحیح و اموات دہانم کو بھی حاصل ہے لہذا اذناب
 لفظ ایسا علم غیب سے نہ قاضی کا علم غیب مراد ہو سکتا ہے نہ اذناب کا
 نہ زید کا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب مراد ہوا اور اسی کو پاگلوں باقائوں
 کی طرح بتایا۔ لہذا اذناب سے آخر تک پوری عبادت نے شہادت دی کہ لفظ ایسا
 علم غیب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم غیب ہے۔ اور

قاضی صاحب نے حضور ہی کے علم غیب کو پاگلوں، جاہلوں کا سا بتایا جس میں
 حضور کی سنت ترین قرین ہے اور یہ کفر خاص ہے اور قاضی صاحب اپنے اس
 کفری قول کی بنا پر کافر مرتد ہو گئے باوجود اس کے قاضی صاحب کا اپنی
 اسطوائفان میں یہ گفتار یہ عجیب سخنوں میں سے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور کھانا تو
 دو گنا دیر سے قلب میں ہی اس سخنوں کا خطرہ نہیں گذرا اور جو شخص ایسا حدیث
 رکھے، یا باطل عقائد حاصل یا اس شارب یا بات کہے جس میں اس کو خارج از اسلام
 سمجھا ہوں یہ کوئی وہ مجذوب کرتا ہے بعض قلبہ کی اور تحقیق کرتا ہے۔

حضور سرور کائنات محمد بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قاضی صاحب کا سینہ
 جھوٹ اور افوازی کفر اور خود اپنے اور کفر کا قفسے دینا ہے کہو قاضی صاحب
 کی حفظ الایمان میں وہ عبارت اب تک موجود ہے جس کو سیوط النیان میں کفر
 کہتے ہیں۔ جس سے مراد حضور کی قرین ثابت ہے اب تک اس نے قہ
 نہیں کی۔ قریب النیان میں صرف یہ لکھ دیا کہ میں ایسا کہنے والے کو خارج از
 اسلام سمجھا ہوں۔ کیا اس سے وہ قرین رسول تعریف ہی جانتے گی یا یہ قول
 قرین کو اس جرم قرین کو کفر کو لکھ لیا گیا ہے تو میں بھی اعجاز سے کہ
 قاضی صاحب کو غیب کفری کفری غیب برہمی سنائی جب اذناب
 تسلیم نہ کر دیں کہ میں ایسا کہنے والے کو بہت برا سمجھا ہوں اور پھر وہی
 کفری کفری غیب برہمی سنائی۔ کیا اس کے سنے است قاضی صاحب
 اگر سے تو قاضی صاحب سے اعلان کرادے۔ اور اگر نہیں تو حضور کی شان
 میں ایسی عریض گستاخی کے باوجود قاضی صاحب کا حرف یہ لکھ دینا کہ میں ایسا
 کہنے والے کو خارج از اسلام سمجھا ہوں۔ کس طرح کا قافی ہو سکتا ہے اور وہ
 حفظ الایمان کا کفر کیوں کو کفر ہو سکتا ہے اور اگر وہ سنائیوں نے نزدیک
 بعد میں آنا کہہ دینے سے قرین نہیں ہوتی تو کم از کم مولوی محمد احمد صاحب

مبارک پر یہ قاضی صاحب کو معرفت وہی حفظ الایمان کے الفاظ کہنے پر کہنے پہنچا ہوا ہے
 کہ یہ یہ قاضی صاحب کی ذات ابرکات پر علم کا حکم کیا جانا بقول منظور اگرچہ
 قویہ قاضی طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم سے یا کل اگر بعض علوم
 مراد ہیں تو اس میں قاضی صاحب کی کیا تھیں ہے ایسا علم تو ذہن و دماغ پر
 مبنی و مجنون بلکہ تصویفات و باہم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی
 نہ کسی ایک بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر اس پر قاضی صاحب کا عتاب برپا کوئی
 دوسری تفسیر سے تو مولوی شکر اللہ صاحب فرما اس سے کہہ دیں کہ مغزی
 ہے۔ ایسا علم سے قاضی صاحب کا علم مراد لیتا ہے۔ ایسا علم سے
 مراد قاضی صاحب کا علم ہرگز نہیں بلکہ عقلی بعض علم مراد ہے عبارت کا ادلی
 و آخر اس پر دلیل ہے یہ بھی کہہ دیں کہ میں ایسا کہنے دانے کو مست قاضی
 سے خارج سمجھتا ہوں اور بھی جس قدر قویہ میں حفظ الایمان کی عبارت میں
 دیکھتی کہ سہ ہے وہ سب اس میں جاری ہیں تو کیا مولوی شکر اللہ صاحب
 اس کے لیے تیار ہیں اور چھپرہ دکھائی دے سکتے ہیں۔ حاشا و لا یہ تو خواب میں
 بھی نہ کوئیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا کہ قاضی صاحب کی شان
 میں گستاخی ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ چھروہی عبارت وہی لفظ حضور کی شان میں گستاخی
 کیوں نہیں۔ قویہ قاضی عقیدت کا نشہ اور چھروہی عداوت کا خفا ہے جس میں
 یہ سوچنا ہی نہیں کہ جو الفاظ صاحب نے حضور کے لیے استعمال کئے ہیں لیکن
 وہی الفاظ قاضی صاحب کے لیے ہونا گستاخی ہے تو حضور کے لیے گستاخی
 کیوں نہیں کیا قاضی صاحب کی شان حضور سے بڑھی ہوئی ہے۔
 دوسری دلیل انھیں محو اللہ و رسول کے گستاخوں کا دامن چھوڑ دے
 کا دروازہ کھلا ہے۔ زندگی میں مہلت ہے باز آؤ کہہ کر۔ اگر تم واقعی قاضی
 صاحب کے غیر خراہ ہو تو ان سے بھی تو کہہ دو نہ یاد رکھو چٹا کہ کہا کر دے

فَلْيَسِّرْ آمِنَهُمْ فَتَكُنْ آمِنًا. اور لا حاصل ہوگا کہ یہی مراد جانتے گا۔

مسئلہ اول: خود سے نحو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب علی اللہ علیہ وسلم کو
 علم غیب عطا فرمایا اور فرمایا کہ سب قرین سلف صالحین آپ پر نیکے دروازے
 کھول دیتے مگر پھر بھی یہ سب کے حضور کو عالم الغیب دیکھنا نہیں اگرچہ آپ کی
 ذات میں اس لحظہ کے معنی تحقیق میں لیکن بعض الفاظ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جس
 طرح غلط جہن جس کے معنی یہ ہیں (ہر زمان نہایت رحم والا) اس کا اطلاق حضور
 پر جائز نہیں اگرچہ حضور پر شہادت رحم دانے میں اسی وجہ سے آپ کو قرآن مجید
 میں دُف و وحید و رحمة اللعالمین فرمایا ہے۔ مگر لفظی خصوصیت کی بنا پر حضور کو
 جہن نہیں کہا جاتا اسی طرح عالم الغیب بھی نہ کہنا چاہیے۔

مگر حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا حضور کو عالم الغیب
 کہنے میں ٹھہر نہیں ہے۔ علم غیب کے حکم کی اور بہت ہی صورتیں ہیں یوں کہو کہ
 حضور کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا حضور بطاقتے الٰہی غیب کے
 عالم میں حضور کو اللہ کا دیا علم غیب ہے۔ دوسرے وجہ۔

اعلیٰ حضرت نازل بر روی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا غاص یہی ہے جو قاضی
 صاحب تو علم غیب کے حکم ہی کو رد کر رہے ہیں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا
 حکم کیا جانا ہی صحیح نہیں بلکہ پہلی دلیل میں بھی علم غیب کے اطلاق کو ہم شرک
 بتایا اور کیا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق کو ہم شرک ہونے کی وجہ سے منوع
 و ناجائز ہوگا۔ اس قاضی الزعماء و محدث اعلیٰ حضرت کے فرماں سے کیا نسبت پر
 نسبت خاک را عالم پاک۔ لہذا ہم سب صاحب کی تمام دینی افزا پروازی صہ
 ماشہ صلوات کا فخر ہوگی۔

طاہر انیس حضور علی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا مکہدہ ہر جائز ہو جائز ہوتا
 ہے مگر خطا الایمان کی اس گفرت عبارت میں حضور علی اللہ علیہ وسلم کی توین تفریق

تعلیق حتی بڑی بہر حال ہے۔

کیونکہ ازل تو اس عبارت میں عالم الغیب کا ذکر ہی نہیں علم ظہیر کے اطلاقی کو دیکھتے اور اگر غیب کو دور کے حرف ظہیر کی طرح دیکھا جائے۔ جب بھی یقیناً توہین ہے اسی سے تو مولوی شکر اللہ صاحب تھانوی صاحب کے بے وہ عبارت جس میں حرف ظہیر ہی سبب ہونے کے لیے تیار نہیں وہ جانتے ہیں کہ حفظاً لایمان کی اس کفری عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یعنی تعلیق ہی بڑی ہے ایسی کہ بعید سے بعید البصیرہ البصیر کوئی پہلو ایمان کا نہیں حد ہے کہ خود تھانوی صاحب پچاس برس میں کوئی ایمانی پہلو دیتا ہے بہت کوششوں اور بڑی چال بازیوں سے متقدمین کی شکست شوق کے لیے بسط البیان میں کچھ نہ بڑی حرکتیں کی ہیں۔ احوال السنان و واقعات السنان و جزو تصانیف حقائق اہل سنت سے اس تھانوی دہائی۔ سکری فریب کاری کا وہ بڑا چال کیا کہ قسرت ملک کا چھوڑا اور ثابت کر دیا کہ بسط البیان میں تھانوی صاحب نے اپنے کفر پر خود جبر ہی کر دی ہے لہذا ناظرین کو احوال السنان و واقعات السنان حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ فیصلہ رضا خان صاحب بریلوی مدظلہ مزبور کا بخیر و ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبند میں بھی بظہر انصاف کچھیں تو جاہلیت پائیں۔ یہ دو کتابیں ہیں جنہوں نے دین تھانوی پر ہر حرکت نکالی اور تھانوی صاحب کو کمال و مزور نہ رہی۔ اس کے بعد آداب بھی اچھے اور بری بھی گوشہ نشین ہیں اس کفری عبارت کو ایمان بنانے میں سخت سخت تئیں اٹھائیں۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند مولوی مرتضیٰ علی صاحب دیوبند۔ مولوی مہاشاد صاحب اور کا کوئی مولوی منظور مصطفیٰ نے اس کفری عبارت کی بڑی بڑی پرفریب تہنیں کیں مگر چاروں کی جان تو کفر و کوشش کا قیصر مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر خود انہیں کا اتفاق و اجماع مرکب نکلا کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک و دوسرے کی تائید کو کفر کہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ چاروں کے قول

سے تھانوی صاحب کا فرد مرتد ہی جس کی تفصیل رسالہ موت کا پیغام دیوبند میں مولویوں کے نام مہضہ حضرت مولانا ابوالمنصور محمد سرور احمد صاحب قلعہ دہلاہ صدر الدہلویہ سین و دارالعلوم اہل سنت مظہر اسلام بریلی میں مذکور ہے۔ ناظرین رسالہ مذکورہ ملاحظہ فرمائیں۔ دیوبندی بھی دیکھیں جو جب نہیں کہ جاہلیت پائیں۔ واللہ العالیٰ یلی سبیل الرشاد۔

دیوبند لیول کے نزدیک امتی
احمال میں نجی سے بڑھ جاتے ہیں

گھٹتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جاتوروں پاگوں کی طرح کہا جس کی تفصیل دین میں گزری۔ دینی علی فضیلت اس کو مولوی تاج صاحب انور قوی نے ختم کر دیا صاف کہہ دیا کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی۔ دین اس میں بسا اوقات بظاہر سنی سادی جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تجذبات اس سے۔

تھانوی صاحب نے حضور کو علم میں گھٹایا تھانوی صاحب نے علم میں گھٹایا والہذا دونوں فضیلتیں ختم ہو گئی۔ انصاف کا بعد کیا یہی اعتراض ہے میر صاحب نے اس کا جواب دیا کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تکمیل میں نبی کے برابر ہو جائے یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر سے ہوتا ہے حقیقت میں نہیں۔ ہمارے عالم کو اس تصریح فرماتے ہیں کہ مصنفین کے کلام میں کلام کا لغت معتبر ہوتا ہے چنانچہ سرشت میں ہے۔ مظہر التفتیح حجت۔ محتاج بعد مدح ہے۔ دیوبندی چال کا کیس شکنا ہے ایک ایک چال میں دو دو چال بازی ہیں۔ پہلی چال الہامی کو لفظ بظاہر سے یہ پروردگار نے کہ حقیقت میں برابر ہوا اور بڑھنا مراد نہیں۔ دوسری جھلسا یہ کہ یہ کلام سرشت کی کو اپنے علم میں شمار کر دیا۔

اس سے حدیث شامی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو کسی قدر تکلیف ہوئی ہوگی ورنہ ہندی
 بھڑکی پرست اپنی جان بازی سے کسی جناح پڑھنے میں یہ خبر نہیں کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ
 نے ہندی اور ہندی پرستوں کے جو احکام بیان فرماتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ
 ہندی اور ہندی پرست علامہ کے نزدیک مرتد ہیں جس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے لہذا
 علامہ شامی کو اپنے عقائد پر شاکر نہ فریب کا ہی اور علامہ شامی کی روایتی تکلیف دہنا
 ہے منہدم مخالف تفسیحات میں اس وقت مشہور ہوتا ہے کہ عبارت میں اسکا اجماع
 ہو گیا ہے خود صفت کی عبارت ہی انکار کرتی ہو تو ایسی صورت میں منہدم مخالف مراد
 لینا باطل اور صفت کے کام کو مستغنی ہے۔ خود برائے کی زیر بحث عبارت خود
 منہدم مخالف کا انکار کر رہی ہے۔ تاہم یہ عبارت کو غور سے دیکھیں، انبیاء اپنی امت
 سے اگر متاثر ہوتے ہیں تو علم ہی میں متاثر ہوتے ہیں، اس عبارت میں انبیاء علیہم
 السلام کی خصوصیت و امتیاز کو صرف علوم میں منحصر کیا ہے۔ یعنی حمل میں انبیاء کو
 امت سے کوئی امتیاز نہیں۔ جس کو علم ہی میں متاثر ہوتے ہیں۔ اور اگر حمل
 میں ہی کوئی امتیاز ماننے تو علم ہی پر ترک دینے کے بلحاظ اسلام ہوا کہ تا تو فی صاحب کے
 نزدیک انبیاء علیہم السلام کا امتیاز صرف علوم ہی میں منحصر ہے تو اب دہندہ یہ
 بتائیں کہ انبیاء علیہم السلام کا یہ امتیاز حقیقت میں ہے یا ظاہری نظر میں اگر صرف
 ظاہری نظر میں ہے تو اسی حقیقت میں علم و حمل دونوں میں ہی ہے نہ کہ صرف علم
 اور اگر یہ امتیاز حقیقت میں ہے تو حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کا امتیاز علم ہی
 میں منحصر ہوا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حقیقت میں حمل میں ان کو کوئی امتیاز نہیں
 لہذا منہدم مخالف سے کہ عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ اسی کا حمل میں ہی کے برابر ہو
 جانا یا بڑھ جانا صرف ظاہری نظر میں ہے حقیقت میں نہیں۔ غلط اور باطل ہے۔
 عبارت کو سچ کہنے کے دو کو دینا ہے اس کو علمی روشنی میں یوں واضح کیا جاتے
 کہ اس عبارت میں جبکہ انبیاء کے صفت امتیاز کو ان کے علوم میں منحصر کیا تو

اور مال سے خالی نہیں۔ یہ حقیقتی ہے یا اطمینی۔ اگر حقیقتی ہے تو عبارت کے معنی
 یہ ہوتے کہ انبیاء علیہم السلام کا امت سے امتیاز حقیقت میں ان کے علوم ہی میں
 منحصر ہے باقی رہے دیگر کمالات نراہ وہ خاص، اخلاق ہوں یا خوبی اعمال، خواہ
 معجزات ہوں یا خوارق عادت کسی ضعف میں بھی حقیقت میں انبیاء امت سے ممتاز
 نہیں ان تمام اوصاف میں لہذا اوقات بلکہ ہر امتی سادہ ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ
 جاتے ہیں۔

تاہم یہ شاید یہ خیال کریں کہ معجزات و خوارق عادت میں امتیابی سے کیسے
 بڑھ سکتا ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ حقیقت امتیابی کسی ضعف میں نہیں ہے قریب ہی
 نہیں ہو سکتا برائے اور برابری کے خواب دیکھنا اور گناہ مسلمانوں کا یہی ایمان ہے مگر
 یہ عبارت دہندہ کی ہے ان کے نزدیک معجزات اور خوارق عادت میں ہمارا درجہ
 بازی کر رہی انبیاء علیہم السلام سے بڑھ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب
 درعربی رسالہ منصب امامت میں لکھتے ہیں۔ البتہ چہرہ است کو علم کمال از
 مقبولین حتی از قبیلہ عروق عادت شہروں کی خود، حالانکہ امتیابی اس افعال بلکہ قوی
 و اعلیٰ اذان از ادب خود اصحاب علم ممکن الوقوع باشد۔ دستور از قادی
 رشید یہ حدیث سوم صف۔

یعنی بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا خوارق عادت کہا
 جاتا ہے حالانکہ وہیے بلکہ ان سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کمال باقی تو ہمارا درجہ
 اور علم و اسے دیکھا سکتے ہیں لہذا دہندہ یوں کے نزدیک حقیقتی بھی مراد ہو سکتا
 ہے اور اگر اطمینی مراد ہو تو یہ صحیح ہے نہایت حمل کے برابر کہ تا تو فی صاحب
 یہاں علم و حمل میں ہی گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہا الغرض کمالات ہی
 و عقل کمال و کمالات میں منحصر ہیں ایک علمی دوسرا عملی، پہر کہا انبیاء و صلحین کو
 کمال تو کمالی علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال کمالی عملی ہے۔ خود اس عبارت

میں اعتبار کے امتیاز کو عظم میں مختصر کر کے کہا، ماحصل اس میں یہاں اوقات بظاہر
اسی سادہ ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں لہذا یہ صراحتی پرانیت حمل کے بڑا
معنی یہ ہوتے کہ انہی اپنی امت سے حرف علم میں متاثر ہوتے ہیں حمل میں ہیں اب یہ
امتیاز یا قرینیت میں ہے یا حرف ظاہری نظر میں ہے اگر حرف ظاہری نظر میں ہے
تو یہ معنی ہوتے کہ انہی کا امتیاز ظاہری حرف ظاہری میں ہے قرینیت میں علم وظل دونوں میں
کوئی امتیاز نہیں۔ علم وظل دونوں میں قرینیت میں امتیاز اوقات برابر ہوتا ہے۔
بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یہ امتیاز قرینیت میں ہے تو یہ معنی ہوتے کہ قرینیت میں
انہی علم و اسلام علم میں متاثر ہیں اور یہ امتیاز قرینیت میں چونکہ یہ قرینیت حمل کے علم
میں مختصر ہے لہذا حمل میں قرینیت میں امتیاز نہیں ہو سکتا و نہ صراحتی میں ماحصل ہو
جاتے گا لہذا اعلاہ متفق مراد ہوا امتیاز یا امتیاز ظاہری نظر میں یہاں جاتے
یا قرینیت میں بہر صورت یہی کہ امت پر حمل میں قرینیت یا واقعہ کوئی فضیلت نہ ہوئی اور
اسی کا حمل میں ہی کے برابر ہو جانا اور بڑھ جانا قرینیت میں واقعہ مراد ہوا۔

ہر دو صاحب کا گفتار لیکن واقعہ یہ ہے کہ اعمال پر جیسے ہوتے ہیں۔
میں جھوٹ اور سیاہ فریب ہے اس عبادت کی توجہ ہو کر نہیں۔ اسی طرح یہ کیا کہ
ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضرور سے اللہ علیہ وسلم کے ایک جہد سے کا
بروزن ہے وہ امتی کے ہونے و ناکام ہونے کا نہیں۔ سخت دھوکہ اور زائقیہ ہے
ورنہ حک۔

حال ایمان کا معلوم ہے جس جاتے دو

اگر دیوبندیوں کا یہ ایمان جتنا قرینیت و راست میں دینی دلائل میں ہرگز نہ
کرتے نہ فیصیحہ دلائل کا داسی خاتے لیکن پر لغت کر کے الگ ہو جاتے
جب تفرقات اس کی عبادت سے منہم مخالف کے مخالفت ہو کر خودی اس کو
دو گروہ اور لفظ بظاہر ہے وہ قرین نہ چل سکا ہر صاحب نے پتہ پایا یا تھا

قواب بظاہر کے یہ معنی ہوتے کہ قرینیت و واقعہ اس کا حمل میں ہی کے برابر ہو جانا اور
بڑھ جانا یہ ماحصل ظاہرات ہے اس میں کوئی غلط اور پوشیدگی نہیں یہ تعارض ہی امر
ہے اس پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں جیسے کہا جاتے کہ بظاہر ہی ہر
سے بڑا ہو گا یہ یعنی یہ اسی کی بات ہے کہ اس پر دلیل تو دلیل قرینیت کی بھی ضرورت
نہیں تفسیر کی کہ یہ عبادت قد بخدی فی الامتہ من حواطل عباد و اشدا اجتہاد
من اللہ فی سبیل اللہ علیہ وسلم یعنی ہمگی امت میں ایسا شخص پتے ہیں جو ہی
سے عمر میں دماغ اور گوشش میں زیادہ ہو گا ہے۔ امتی کے عمر اور گوشش میں بڑھنے
کا ذکر ہے یہ یہاں ہی کے امتیاز کا حصہ ہے نہ حمل میں امتی کے بڑھ جانے کا ذکر
لہذا اس کو نا تو قری صاحب کی سند بنا اسلہ ہے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو
دیوبندی اپنا ہم حقیقہ نہ سمجھیں وہ تو دہلی کش ہیں تفسیر کبیر میں سیکڑوں جگہ دیوبندی
مقیموں کا رد کیا ہے۔ ان کا کام تھا کہ اسے اپنے مفید کتب پر لکھا ہے

دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کا علم
مختص ہے زیادہ ہے

اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ضرور کے مسلم کی
زیادتی کے لیے علمائے دیوبند کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں اس کے ثبوت میں
مولوی غلیب احمد صاحب شیعہ و مولوی رشید احمد صاحب جھنگوی کی شیطان والی
عبادت ملاحظہ ہو۔

الحاصل مذکور کیا جاسے کہ شیطان و مکمل امارت کا حال دیکھ کر حیرت میں کا
غیر عالم کو خلاف ظہر منطوق کے دلائل عرض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شروع نہیں
تو کن سادہ ایمان کا حصہ ہے شیطان و مکمل امارت کو یہ وصفت (زیادتی) نفس سے
قرآن و حدیث سے ثابت ہوئی غیر عالم کی وصفت علم کی کوئی نفس قطعی ہے جس

سے تمام غصوں کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ براہین قاطعہ ص ۱۰۰

المصباح الجہدی میں اس پر تشبیہ قرآنی کو حلا سے رہ بند کے پیشتر انگلی صاحب
وہابی علی صاحب نے ساری زمین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو شرک کہا مگر اسی
شرک کو شیطان کے لئے بتائیت خوشی کے ساتھ نص سے ثابت لانا شیطان مردود
سے ایسی خوش فہمی کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سخت عداوت اسی عداوت
نے تو عقل کو مضرت کر دیا یہ بھی سمجھ نہ آیا کہ جس علم کا ثابت کرنا حضور کے لئے
شرک خاص ہے وہ شیطان کے لئے کیسے ثابت ہو سکتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث
سے۔ براہین قاطعہ کی یہ شیطان والہ عداوت کو غرض ہے۔ علامتے حرمین طبعین
سنے اس پر کفر کا فتوے دیا ہے کیونکہ اس عبارت میں حضور کی سنت توہین ہے۔
مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وہابی نے اس عبارت کی یہ تاویل کی کہ حضور کے لئے
جو وصیت علم شرک بنائی ہے اور جس طرح کی نفی کی ہے وہ علم ذاتی ہے مگر مولوی غفری
حسن صاحب نے یہ تاویل کر کے مولوی غفری علی احمد صاحب کو پاگل و شرک بنادیا کیونکہ
جب ان کے تصمم حضور کے لئے علم ذاتی مانتے ہی نہیں تو ان کے متبادل میں علم ذاتی
کی نفی کرنا جنون ہوا۔ اور جب حصہ سے علم ذاتی کی نفی کی تو یہی شیطان کیلئے ثابت
لانا جو شرک ہے لہذا مولوی غفری علی احمد صاحب پاگل و شرک ہوئے۔

المصباح الجہدی کی اس تشبیہ جلیل پر براہین قاطعہ کی عبارت کا فقرہ فقرہ دلیل
ہے مگر دیوبندی بہترین اپنی عداوت کے مطابق اس کو غرضاً لیں پر بھی پردہ ڈالنے
کے لئے بڑی پامنازی و بدوہابی کی سنجیدہ جھوٹ بھی بڑے اور لعلت یہ کہ اس
سب کا رد ان کی نسبت المصباح الجہدی کی طرف کر کے الٹی لنگھا بہا دی کہ کہنے
ہی کہ یہ مکر غرض صاحب کا سفید جھوٹ ہے شیطان کے لئے براہین قاطعہ میں کی مگر
ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہی سطر کے بعد کیا بظاہر ہے کہ براہین قاطعہ
میں شیطان کے لئے صرف اسی قدر علم تسلیم کیا گیا ہے جس قدر کہ آپ کے پیشوا

مولوی عبدالمسیح صاحب نے اس عنوان کے لئے ثابت کیا ہے اور وہ بعض بعض
مراجعہ زمین کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس علم کے ثابت
کرنے کو شرک بنایا ہے وہ ساری زمین کا علم محیط ہے۔ محتاج الجہدی ص ۱۰۱

پھر آئندہ سطر تک بدوہابی دیکھا کر کہا کہ حضرت آل مرتضیٰ صاحب کا یہ سفید
جھوٹ ہے کہ مکتبہ دیوبند نے شیطان کے لئے ساری زمین کا علم نص سے
ثابت لانا۔ محتاج الجہدی ص ۱۰۲

دیوبندی بہترین یوں تو ساری کتاب میں ہی تسبیح کی پامنازی فریب کاری
افزا پر دانی سے کام لیا ہے مگر اس اخیر نمبر میں تو باب اول کی تمام دیوبندی
دین و دیانت ختم کر دی۔ ایک زمین وہ بہتان مطلق ہیں جو مکتبہ اہل سنت خصوصاً
مصحف المصباح الجہدی حضرت استاد محترم قبلہ مظلہ العالی اور حضرت مولانا علی صاحب
صاحب نصف الزاویہ ص ۱۰۱ کی طرف منسوب کئے مگر کہیں بہتانوں افزا پر دانیوں
سے کفر اسلام پر سکتا ہے یا جو ان فریب کاریوں کے جوہر انصاف دیکھئے گا پکار
ائے گاہ کہ براہین قاطعہ کی یہ عبارت کو غرض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین
بالبیقین ہے المصباح الجہدی کا لڑان حق دیا ہے۔ اس کے جواب میں دیوبندی بہترین
نے جو کچھ کہا وہ فریب کاری ہے۔

اس کی دقت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ہی پیشتر
دونوں ناظرین کرام حضور سے نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ دیوبند لوگوں نے میلاد شریف
کے چھٹے آزد و عرام شرک کو کفر ہونے کے فتوے شائع کئے تھے اور شرک و
برکت کا بڑا اشتراک تھا اس وقت حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
دیوبندی فتوے کے رد میں افکار سادہ لکھی اس بحث کی ابتدا مولوی عبدالمجید
محمودی کے فتوے کی اس عبارت سے ہے۔

حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جائے شریف لائے

یہی شرک ہے۔ ہر جگہ موجود خدا سے تعالےٰ ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو حیات نہیں فرمائی۔

یہ وہی ہے جن کی جہانمہ برائیوں کا تشریف لانا کمال ہر موجود ہو جاتا ہے۔
 دولوں میں کس تعلق تشریف لانا تو مخلوق کا خاصہ ہے۔ جو عموماً ناجائز و مباح صاحب
 نے اس سے چشم پوشی کرنا کہ وہ طرح اس کا ہو گیا۔ ایک یہ کہ میلا و تشریف کی چند
 مجلسوں میں تشریف لانا اور کہاں بہتر جگہ موجود ہو جاتا۔ دوسرے یہ کہ سرحد موجود ہو جاتا
 خدا سے تعلق کے ساتھ ساتھ نہیں اس سے کہ حضرت ملک الموت ساری دنیا میں
 ہر جا زکریٰ و درجہ فضل کرتے ہیں۔ ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں، دنیا ان
 کے آگے شل چمکتے ہیں، قرآن کے کوسے سے وہ قریب فرشتے ہیں شیطان تمام
 بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قدرت دی ہے۔ اس پر
 علامہ سرفاویہ کی قول تعلق کو، و اقدار علی ذلک کیا اقدار مملکت الموت علی
 تفضیر ذلک، یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دی ہے جس
 طرح ملک الموت کو ہر جگہ موجود ہونا ہے یہ قیاد کر دیا ہے۔

اس کے بعد عہد مسات کی مثال بیان فرمائی کہ جو شخص عام دنیا کی سیر کرے
جہاں جاسے گا آفتاب و اجتاب کو جو روپائے گا پھر اوروہ کہے کہ چاند و سورج ہر
جگہ موجود ہیں تو یہ ہندی فرقے سے لازم آئے کہ وہ مشرک ہو جائے حالانکہ
وہ خاص مسلمان ہے پھر مثال دے کہ فرمایا کہ وہ جسے علیہ السلام توبی
آسمان پر مقام عقیقین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر کو زمین یا زمین کے
بعض مقامات پر جائے اور شریعہ، اراد فیضانِ احمدی سے کہ جس کی طہرہ کو بہر طوف
سے مثل شاعر غنیمت ہو جائے کہ جہاں کیا کیسید ہے اس پر عطاہ زوقانی کی شرح
مواہب لدنیہ شریف سے یہ عبارت پیش کی۔

الشمس في وسط السماء ولزرها
يعشى البلاد مشارقا ومغربا

کالبد و من حیث الفت رائیثہ . یهدی الی عینک نور اشراقا

یہی سی طرح سورج آسمان کے نیچے سے اُتر کر روشنی اس کی پہل پہن رہی ہے۔ مشرق سے مغرب تک اور ہر طرح چاند کو کہاں سے تو کسی کو دیکھے ابی جگر سے تیری آنکھوں میں روشنی ہے؟ اسی طرح، جی کہہ سکتے ہیں اللہ علیہ وسلم کا روحانی مہم جوہر آدم اور خواتین جڑت اللہ علیہ کی بیزاری شریعتِ انجری کے بی حد و حد میں کی کہ بد بختی ان ابی الحس الثاقبی و تکلیف ابی العباس سرس و غیرہا انہما کافہ یقولون لو احببت دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ عین ما وعدنا اللہ فنانا من جملة السالین دیکھئے بولہی شاذی و جزو اولیا فرستے ہیں اگر ایک چمک چمکے کہ باریہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جائیں اپنی اب دیکھئے و اولیا اللہ ان منشی صاحبان (دوبوسندوں) کے نزدیک کہ جس علم میں داخل ہوں گے۔

الزمر طہ راجع ناطقہ وکاف ۵۴۔

خلاصہ یہ کہ ویلنڈری سختی نے یہاں دھڑلے کی مجلسوں میں حضرت کے تشریف لانے کا اعتقاد شریک بنایا اور ہر جگہ موجود ہوا خاصہ خداوند کا جعفر خاں کے بت پرستی صفت ماننا شریعتا، اگر نا اہل نہیں صاحب نے اسی کا رویہ کیا کہ یہ اعتقاد شریک نہیں رہا یہ خاصہ خداوندی ہے کیونکہ کلمہ شریعت حق کہ مسلمان ائین کو کوئی کفری نہیں ہے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دی ہے۔ آفتاب و اجانب ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح اگر ائین کی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعائی ہوا ہے مثل آفتاب و اجانب کے یہاں دھڑلے کی مجلسوں میں ہوا کہ ہوں تو یہ حال ہے نہ بعد۔

دو بندوقیں تھکے گا یہ ایسا بڑا دھوکہ ہے قیامت تک جواب ناممکن ہے کیونکہ جو
چیز ممکن ہے اس کا شرک ہونا محال ہے مگر جس طرح دھوکے کا برا ہو کر مولوی غلام احمد قسطنطنیہ
مولوی کرشن چندر احمد جھٹکے تھے اس لیے دو بندوقیں بھی قیامت تک ہلاکت اور مولا ناجد الصبح
مباحب کا دل کھٹکنے کے لیے راہیں قاعدہ میں جیت لکھ کر بھیج کر غلام خود یہ کھڑی

عبارت بیان کی۔ اصل حذر کرنا چاہیے کہ شیطان دھمک الموت کا حال دیکھ کر غم میں
 ذہن کا غرور عالم کو غفلت غموض غصہ (قرآن وحدیث) کے جواہر میں غصہ کیسے فاسدہ
 سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان دھمک الموت کو یہ
 دعوت نفس سے ثابت ہوئی۔ غرور عالم کی دعوت علم کی کون سی نفس قطعی ہے جس سے
 تمام نفس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔

تاثرین کو کام دیوبندی فرستے اور صاحب الزار ماطہ کے قول کو نظر میں رکھ
 کر براہین قاطعہ کی اس عبارت کو انصاف سے دیکھیں، صاحب الزار نے شیطان و
 ملک الموت کا کیا حال دیکھا ہے یہ دیکھا ہے کہ ملک الموت ساری دنیا کو ہر وقت برابر
 دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا ان کے سامنے مثل جھوٹے خزان کے ہے ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
 ہیں۔ شیطان جہاں جہاں انسان جاتا ہے ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ انسان خواہ مخواہ میں
 برائی کرتی ہیں جو پانی کے اندر بریا ہر برائی پر بریا ہر برائی میں جھگڑوں میں بریا ہر برائیوں
 میں ہر جگہ شیطان اس کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ساری زمین میں ہر جگہ ہر جگہ
 شیطان موجود ہوتا ہے کہ شیطان کو ساری زمین کا علم بھی ہوا اسی کو براہین قاطعہ
 میں تسلیم کیا ہے اور اسی ساری زمین کے علم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ شیطان و
 ملک الموت کو یہ دعوت نفس سے ثابت ہوئی پھر دیوبندی یہ کہہ پاویں کہنا کہ شیطان
 نے یہ براہین قاطعہ میں کسی جگہ ساری زمین کا علم تسلیم نہیں کیا کیا یہ کیسا سسینہ
 جھوٹ نمبر ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ شیطان کے جتنے جو علم تسلیم کیلئے وہ بعض بعض مواقع
 زمین کا علم ہے۔ دیوبندی کا یہ جھوٹ نمبر ہوا۔
 پھر یہ کہنا کہ ہر حال میں عرض صاحب کا یہ سید جھوٹ ہے کہ علماء نے
 دیوبندیہ شیطان کے جتنے ساری زمین کا علم نفس سے ثابت کیا ہے ہر صاحب کا
 یہ سب سے بڑا جھوٹا نمبر ہے۔

معلوم شیطان کے موجود ہونے کے وہ بعض مواقع دیوبندیہ اور ہر جگہ ہر جگہ
 لنگو اور خفاہ چون ان میں داخل ہیں۔ مسلا حذر کرنا علماء دیوبندیہ سے دعوت
 نفس شیطان دھمک الموت کے جتنے جواہر میں غصہ کیسے فاسدہ دانی اور کب
 شیطان دھمک الموت کو یہ دعوت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر عقیدہ کی رگ جو
 اچھی تو اسی کو حضور کے سینے میں رکھ کر بتا دیا اور کہہ دیا کہ غرور عالم کی دعوت علم کی کون سی
 نفس قطعی ہے کہ تمام نفس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے کئی صراحت
 ہے کہ جس دعوت علم کو شیطان کے جتنے جواہر میں غصہ کیسے فاسدہ دانی اور کب
 اور وہ یقیناً علم عطائی ہے لہذا حضور سے علم عطائی کی دعوت کی ہی نفی کی حضور کے
 علم عطائی ہی کو شرک کہا گیا مگر دیوبندی یہ میری جگہ میں جیسا جازبی کرتے ہیں ادا
 کہتے ہیں کہ دوسری بددیانتی عرض صاحب نے یہ کی ہے کہ متغیر بالا عبارت
 کے بعد اسی براہین میں یہ تصریح تھی کہ یہ دعوت اسی صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو
 ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جس کا عقیدہ ہے۔ عرض صاحب نے ازراہ
 خبیثیت اس فقرہ کو داکل ہی نظر انداز کر دیا حالانکہ اس سے یہ بات بالکل صاف
 ہو جاتی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے
 ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کر کے کو شرک کہا ہے۔ مقام ص ۱۰۰۔

پھر صاحب آپ کو یہ کیلئے معلوم ہو چکی کہ اس عبارت میں ذاتی عطائی کا
 مقابل ہے جو غرض کرنے لگے۔ اس کے بعد دانی عبارت سے خود حاکم نہیں لگا
 وہ یہ ہے۔ اگر یہ مانے کہ حق قائلے اطلاع دے کہ ماسٹر کر دیتا ہے تو شرک تو
 نہیں بڑا بدیہی جنت مشرقی اس پر عقیدہ و دست ہیں۔ براہین قاطعہ ص ۱۰۰
 خبردار ہر شہید اس سے دھوکہ نہ کھانا اس میں ساری زمین کا علم عطائی
 کہیں نہیں ہے نہ محیط زمین کا تذکرہ یہ تو ایسا ہے کہ جیسے دیوبندیہ ہمارا پورے
 جہاں کی خبر دے کہ قاضی امی صاحب کو بلایا گیا اس سے قاضی صاحب کو ساری

زمین کا علم ہو گیا لہذا صاحبِ براین کے نزدیک ساری زمین کا علم عطائی حضور کیلئے
 ماننا شرک ہی رہا اور اگر لفظ ذاتی سے مراد کہنا جو تو پھر ہوشِ شہدائے کرسنہ ذاتی میں
 طرح عطائی کا مقابل ہوتا ہے اسی طرح ذاتی مجازی کا مقابل ہے سب عطائی کا
 مقابل ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی ہوتے ہیں بغیر عطائے الہی اور جب مجازی کا مقابل
 ہوتا ہے تو ذاتی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کا موصوف حقیقتہً اس صفت کے ساتھ
 متصف ہے۔ مگر وہ صفت عطائی ہو۔ ذاتی کے یہ معنی عرف عام و خاص سب
 میں مستعمل ہیں۔ تم خود کہا کہ تیرے پیر پر ہماری ذاتی ہے کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ
 بغیر منہ کے دینے اور پینے کے ہوتے پتھر کی حرکت کو تمام عقلانے ذاتی شمار
 کیا ہے۔ کیا وہ بغیر عقلانے الہی ہے پتھر شہدائے کربلا کیونکہ پتھر کو خود تم نے
 چیل کیا ہے اور اس کی حرکت کا نافع اللہ ہے مگر پھر اس کی حرکت ذاتی ہے
 اسی معنی کے لحاظ سے کہ پتھر حقیقتہً حرکت کے ساتھ موصوف ہے وہی معنی ذاتی
 کے براین تمامہ کی اس عبارت میں ہیں یعنی یہ بحث اس صورت میں ہے۔ کہ
 جس طرح خدا کے دینے سے ساری زمین کا علم شیطان کو ہے اور وہ حقیقتہً اس
 علم سے متصف ہے اور نفس سے ثابت ہے اسی طرح اگر ساری زمین کا علم خدا
 کا ہے ہوا حضور کو مانا جاتے اور حضور حقیقتہً اس صفت علم سے متصف ہوں تو پھر
 خلاف لغوی تعظیف کے شرک خاص ہے۔ ذاتی کیجیے ہی معنی سے کہ مروی
 حاکم صاحبِ بانی دوسرے دیوبند نے اپنی تحذیر الناس میں بنی علی علیہ السلام کو
 قائم البینین بالذات لکھا ہے۔ سوائے طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 غایت کو حضور فرماتے۔ معنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔
 تحذیر الناس ص ۳۰

اگر بالذات کے معنی بغیر عطائے الہی ہے جہاں تو لازم آجیگا کہ مروی
 حاکم صاحبِ حضور کی نبوت بغیر منہ کے دینے ماننے سے جو شرک خاص ہے

ذاتی کے اسی سنی پر خود اسی عبارت کی اشارہ انھیں دینے سے کہ ذاتی عطائی کا
 مقابل ہو مگر نہیں بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ ہے کہ
 جس کا حقیقہ ہے۔ عوام معنی ہیں کہ وہی جندی ہے لہذا کہا ہے سب حضور کیلئے
 اللہ کا دیا ہوا ہی علم ماننے میں سب کا بیان ہی ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا
 فرمایا آپ کی تمام صفات اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ وہ کون ہے جہلا ہیں جو بغیر خدا
 کے دینے حضور کو علم ماننے میں وہ دیوبند کے جہلا ہیں یا سہلان کیوں کہ
 گنگوہ کے جہلا ہیں یا خاندانِ جون کے ذرا تھوڑے تو ثابت تو کرد۔ ہر سلطان خواہ
 کیسا ہی بے علم ہو حضور کے لیے اللہ کا دیا ہوا ہی علم ماننا ہے لہذا ذاتی سے وہی
 علم مراد ہوا جو عوام کا عقیدہ ہے اور عوام کا عقیدہ ہی ہے کہ حضور کو ساری زمین
 کا ساری کائنات کا علم عطائی ہے حضور حقیقتہً اس سے متصف ہیں لہذا خود
 اسی عبارت کی اشارہ انھیں سے ثابت ہوا کہ ذاتی عطائی کا مقابل ہو مگر نہیں
 بلکہ ذاتی مجازی کا مقابل ہے اور عطائی کی کوشش ملی ہے اسی علم کی حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نفی کی ہے اسی کو ثابت ماننا شرک بتایا ہے اور اسی کو شیطان کے
 یہ نفس سے ثابت مانا ہے جب اس عبارت کو نظر میں لاکر مگر شیطان دالی عبارت
 کے وہی معنی ہوتے جو العصبان الہدیہ میں بیان فرماتے ہیں تو پھر اسی دس سطر
 بعد دالی عبارت کو نظر انداز کرنا بد وقتی کیجیے ہوا۔ لہذا اس کو دیا جاتی بہتانا
 رہبر صاحب کا بیان تک ہوا اور جب اس عبارت کو سنے کہ وہی حضور سے اسی علم
 کی نفی ہوئی جو شیطان کے لیے ماننے دیوبند نے نفس سے ثابت مانا ہے
 تو متابع الہدیہ میں اس عبارت کو ذکر کر کے وہ فرق میں فرق بتانا یہ رہبر صاحب
 کا جھوٹا دہرا ہے۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ جو لوگ ان کفری عبارات کی کاپی لکھنے
 پلٹے ہیں عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں سوچتا ہے کہ ذاتی کے معنی بغیر
 عطائے الہی دیا جاتے۔ اب یہ مطلب ہو گا کہ یہ بحث بغیر خدا کے دینے علم کی

و سعادت میں ہے تو اولیٰ تو یہ سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ بحث دیوبندی فتوے سے شروع ہوئی ہے جس میں مفتی نے حضور کی اس صفت عطائی کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر جگہ موجود خدا سے قائل ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو خائب نہیں فرمائی واللہ اعلم عبدالجبار عمر پوری براہین قاطعہ ص ۱۰ صاحب اقرار سنا طرے نے اسی صفت کے عطائے جوئے کا رد کیا ہے اور کہا ہے ہر جگہ موجود ہونے کی صفت اللہ قائل ہے مکمل موت کو سچی کہ شیطان نہیں کو آفتاب و آفتاب کو بھی حیانت فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائی بلوہ گری مخرج مراب لہذا دیزان شریعت انکھرنے کے حوالے سے بیان فرمائی کہ کئی تفریح و تفتیش ہے کہ دیوبندی مفتی عطائی کا انکار کرتا ہے۔ صاحب الزوار ساعدہ اسی کار و کر کے حضور کے لئے عطائی کا اثبات کرتے ہیں علی غیل احمد صاحب الزوار ساعدہ کار کرتے ہوتے اسی دیوبندی مفتی کی بات کو بتاتے ہیں۔ صاحب الزوار ساعدہ حضور کے لئے جو صحت علم ثابت کی ہے اسی کو مولیٰ غیل احمد صاحب نے شیطان کے لئے تو قص سے ثابت ناما اسی کو ہی کہہ دیا ہے اللہ علیہ وسلم کے لئے شریک خالص بنایا اور کہا غفر عالم کی وصیت علم کی کن سی فعل نہیں ہے جس سے تمام نفوس کو رد کر کے ایک شریک ثابت کرنا ہے لہذا اس بحث کو علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی پر ڈھان سفید جھوٹ بنا ہوا۔ اور اگر بالعرض غلام تسلیم کیا جائے تو بحث علم ذاتی یعنی بغیر عطائے الہی میں ہوئی۔ لہذا مولیٰ غیل احمد صاحب و مولیٰ رشید احمد صاحب نے شیطان مکمل موت کے لئے ہی علم ذاتی بغیر عطائے الہی ناما اور نفس سے ثابت مذہب شریک نہیں ہے نیز اس تقدیر پر ہر صاحب کی یہ قریح کہ مولیٰ غیل احمد صاحب نے اس حضرت کے لئے ساری زمین کا علم ذاتی ثابت کرنے کو شریک کہا ہے۔ اس کا مطلب بطور معجزہ مخالف جس پر خود ہر صاحب و ایمان آپکے ہیں یہ ہرگز آدمی یا

پروحاتی زمین کا ذاتی علم نہیں بغیر عطائے الہی حضور کے لئے ثابت کرنا شریک نہیں کیوں کہ ہر صاحب کہاں پر اور پھر اعلیٰ حضرت کے ارشاد پر ہی ایمان کا لکھ دہ سے کہہ رہے کہ ہر جگہ ہر جگہ شریک ہے اسی آدمی پر حقائق زمین کے دونوں گوشہ کر کے تو بتاؤ گئے شریک ہوئے۔ ورنہ گوراء حافظ ہاشم آباد آپر صادق آیا اور آپ کا جھوٹ دیکھ ہوا۔ اس اس تقدیر پر مولیٰ رشید شریک ہوئے۔ یہی وہ کابہر غلاب شدید ہے جس سے پناہ نہ ملی اور بہانہ بنانا پر ماکہ یہ چیز بحث تکمیل کے الگ ہے۔ حضرت صاحب اور ان کے برادری کے فرائد اراکان

پہلے اپنی حیانت اور اس کی بنیاد پر پھر بحث کرنے دیا گیا ہے اس کی قطعی تسلیم کر میں اس کے بعد جواب دیں گے۔ مباحثہ المعیدہ ص ۱۰

کیا خوب باوجود چوری ثابت ہونے کے پہلے پور کو چھوڑ دو اس کے بعد سنا فی پیش کریں گے۔ کیا جواب دے سکتے ہو مولیٰ رشید احمد صاحب و مولیٰ رشید احمد صاحب نے شیطان کے لئے تو قص سے ثابت ناما اسی کو ہی کہہ دیا ہے لہذا اس کو بحث تکمیل کے الگ بتانا ہر صاحب کا جھوٹ بنا ہوا۔ جس علم کی حضور نے فنی کیا ہے اسی علم کو شیطان کے لئے ثابت ناما ہے۔ لہذا اس قول کو طاقت بتانا مکمل طاقت اور ہر صاحب کا جھوٹ بنا ہوا۔

جب دیوبندی فتوے اور اس کے رد الفوارست احمد اور خود مولیٰ رشید احمد صاحب کے ہر ہر فقرے سے سنی کہ تا تبیدی عبارت نے ہی ثابت کر دیا کہ حضور سے بطور زمین کے علم عطائی کی ہی فنی کی ہے اسی کو حضور کے لئے ثابت ناما شریک بنایا ہے اور اسی کو شیطان کے لئے نفس سے ثابت ناما ہے تو پھر صاحب شیطان دلی عبارت کا یہ مطلب بتانا کہ شیطان مکمل موت کے علم کی اس وصیت کو دیکھ کر جو مولیٰ رشید احمد صاحب نے وفائی سے ثابت کیا ہے (اور رشید احمد صاحب ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر قیاس کرنا کہ انادیر کھانا کہ حضور پر کھانا

المخلوقات ہیں اس سے تمام دے زمین کا علم بطور خود بیز طاقت خداوندی حاصل کر سکتے ہیں شرک اور خلاف خصوص قطعہ ہے۔ محتاج الہمدیہ۔ یہ دوسرے صاحب کا جھوٹ نہ ہوا کیا حضور کے لئے کوئی وصف ثابت کیا جاسے وہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وصف دوسروں میں ہے اور جو حضور افضل المخلوقات میں اس سے یہ وصف بطور خود بیز طاقت خداوندی حاصل کر سکتے ہیں یہ ہے بوندی ببادری کی جہالت و حماقت اور اس پر دوسرے علم۔ اہل ایمان تو یہ کہیں گے کہ جو کہ حضور افضل المخلوقات میں۔ لہذا حضور میں یہ وصف بدرجہ اولیٰ متحقق ہوگا اس مقام پر یہ بات قابلِ ملاحظہ کہ حضرت مولا عبدالمسیح صاحب نے شیطان کے ہر جگہ موجود ہونے کے لئے علامہ شامی کا قول پیش کیا تھا مگر یہی انتہی اور تمام دیوبندی برادری نے اس قول کو شیطان کی دست ملی کے دہائی بنا لیا جس گرواں لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصعت علم پر اسے انوار سب احادیث میں مولا عبدالمسیح صاحب نے شرح ماحولہ لیسند کی عبارت پیش کی۔ میزان شریعہ انجمن نے کی عبارت پیش کی اس کو ماننا تو بڑی چیز خلاف خصوص قطعہ کہ جو شرک خاص تھا تاہم اور وہ خصوص قطعہ کو ان سے جس کے خلاف ہونے کی بنا پر شرک بتا دیا کہ مولوی عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں براہین قاطعہ سے۔

ان دسے عداوت یہ وہ ہے اصل قول ہے جس کو حضرت شیخ نے خود اپنی کتاب مدح النبوۃ شریف میں رد کیا اور فرمایا میں نے اسے ندارد اس پر وہ قول کو روایت بنا کر حدیث بتایا اور خصوص قطعہ میں شمار کیا مسلمانوں انصاف سے کہنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا شے نہیں تو اور کیا ہے اور شیطان علیہ لعن سے عداوت نہیں تو اور کیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ اگر شیطان کے ساتھ فوسن عیندی ہو سکتی ہے کہ آپ کے بزرگوار مولوی عبدالمسیح صاحب کی ہر گز ہے

کہ انہوں نے ہی دہائی سے اس علم کی وصعت ثابت کی ہے۔ محتاج الہمدیہ ص ۱۱۱۔ یہ دوسرے صاحب کا جھوٹ ملا ہوا۔

ان فریبوں اور ہتھکنڈوں کے بعد دوسرے صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علم زمین کی نفی کر کے شیطان کے واسطے ثابت کر کے دے دے یہ پال چکی اور پہلے دراپنے کے کہ یہاں صرف علم زمین میں بحث ہو رہی ہے جس کو نبوت اور رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں نہ اس پر کمال انسانی کا ہمارے اور اسے علم غیر کمالیہ اگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہ ہو اور دوسرے بے کمال لوگوں کو دوسرے دیتے ہاں تو اس پر کوئی صداقت نہیں حضور خود فرماتے ہیں استبد اعلمہ بامور دنیا و آخرت۔ انہی حدیث کی باتیں تم ہی زیادہ ہاں اور امام غزالی نے دہائی کی تفسیر کبریٰ میں فرماتے ہیں۔ یبعدوا عن یحییٰ عن اللہ عنہ عن اللہ عنہ فی علوم لا تشریف نبوتہ علیہا۔ ترجمہ ہر سکتا ہے کہ غیری کا علم ہی علیہ السلام سے ملو جاتے ان چیزوں میں۔ جس پر نبوت کا ہمارے ہر خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی علمی فعالیت ان کے علوم نبوت کی وجہ سے ہے جن میں کوئی ان کا علم نہیں ہو سکتا لیکن دوسرے خاص علوم جن کو کمال انسانی میں کوئی دخل نہیں بالخصوص شیطان علوم سے ان کا تعلق نہ ہو کہ ہر تہا ہے اور ہر سکتا ہے انہوں کا علم شیطان یا توں کو بھی عطا ہونا چاہیے اور ماعذ اللہ علوم شیطانت میں ہی ان کا دائرہ سب سے وسیع ہونا چاہیے بعض شیطان دوسرے ہر جہاں ہیں اور دواؤں کو ہو سکتا ہے اور علوم شیطانت اور علم نبوت میں فرق نہ سمجھتے ہوں اور ان کے نزدیک علمی اور کرمی اور ہر گز ایک ہی بحث ہر محتاج الہمدیہ ص ۱۱۱۔

ناظرین خود فرمایاں دوسرے صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ علم زمین شان نبوت سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا نہ اس پر کمال انسانی کا ہمارے لہذا یہ علم زمین اگر انبیاء علیہم السلام کو نہ دے اور دوسرے بے کمال لوگوں کو شیطان ماعذ اللہ ہی ہو سکتی ہے

دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر خدا میں صاف کر دیا کہ علم زمین علم شیطانی اور ناقص
 عظیم میں ہے میں سے انبیا کا قلب منکجاب ہوتا ہے کیونکہ ربہ صاحب پہلے اپنی
 برکت کی تفصیل کر چکے ہیں کہ جہت صرف علم زمین میں ہے لہذا غلام میں علم زمین
 ہی کو علم شیطانی کہا دیوبندی کی اس جرأت پر حیرت ہے کہ اس ناپاک غلام کی
 نہایت حدیث و تفسیر کی طرف گروی رہے دیوبندی پر یہ کیا بتان علم کلم ہے
 حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی کی حدیث و قرآن صرف حضور کے علم و کلمات گھٹانے
 ہی کے لیے پڑھتے ہیں کبھی تو حضور کا یہ قرآن نہ سمجھا، حدیث موضع کعبہ بین
 کھنکی نوحہ ت بردہ ابین ثربی فعلمت ما فی المسلمین والارض شکوہ شریف
 منہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سر سے لٹوں کے درمیان رکھا
 پس میں نے اس کی خشک اپنے سینہ میں پائی پس میں نے کہا تو ان اور زمین کی ہر
 چیز میں ان ہی پر حضور نے یہ آیت کاوت فرمائی وکذلت نری ابراہیم ملکوت
 المسلمین والارض ترجمہ اور اسی طرح ہم رکھتے ہیں ابراہیم کو کہا تو ان اور
 زمین کی بادشاہت پر حضور کا یہ ارشاد نکلے آیا، حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا
 فانا انظر الیہا والی ما ہو کائنات فیہا الی سورہ العنقہ کا نسا النظر الی کفی ہذا
 (ما جب لوینہ و طرائی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے
 پیش نظر کر دی پس میں دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں اور جو کہ اس میں تباہت تک
 جوسے والا ہے سب کی طرف ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی پیشگی کی طرف پس
 حضور کی سینکڑوں حدیثیں کتب حدیث میں مذکور ہیں مگر دیوبندی نے چھائی تو
 حدیث انتم اعلیٰ باہود دنیا کھو اور لطف یہ کہ تقاضی صاحب کی حمایت
 کے لیے تو اپنے حاشیہ میں کے ایل لڑیں تک و کھائیں اور حدیث شریف کی تشریح
 سے بھی جو اکابر امت و معین دست نے بیان فرمائیں انھیں بند کر بائیں یہ تقاضی
 حمایت اور محوی عداوت نہیں تو اور کیا ہے دیوبندی پر اس حدیث پر اپنے شیطانی

شر کا جواب سنو جی شرفیہ کی تشریح میں موجود ہے قال الطبع سیدی محمد
 السنوسی اراد انہ یجملہ علی خدق العوائد فی ذلک الی باب التکل و
 اما هناک فلم یستقلوا فقال انتم عارف بدینا کیم و فوا معقلوا و عجلوا فی
 سنہ دستین مکذرا اسلہذا الحدیث شرح شفا قاضی عیاض علی ما علی استری
 رتہ اللہ علیہ شیخ سنوی رتہ اللہ علیہ فرمایا کہ حضور نے ان کو خلافت حماد براہ کھینچ کر نے
 اور باب توکل کی طرف پھانسنے کا ارادہ فرمایا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی
 تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دس کے کام کو خود ہی ہاڑا اگر وہ سال دو سال
 اطاعت کرتے اور کھینچ کر کھجور کی لکڑی کو دادہ کی لکڑی میں رکھنا مذکور ہے تو انہیں تیغ
 کی محنت نہ اٹھانی پڑتی دیکھا یہ حدیث کا مطلب تو حضور نے توکل کی تعلیم فرمائی
 تھی مگر جب وہ میرے کر کے تو ان کے دنیا کے کام ان کے سپرد کر دیے دیوبندی
 نے بیش زنی کر کے حضور سے امور دنیا کے علم کی نفی کی اور پھر اس سے علم زمین کی
 نفی کرتے ہیں حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالجلی محدث دیوبندی اللہ علیہ اسی
 حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں ایست منہ انکرمہ یعنی روایات درس تفسیر
 آکھ کر فرمود اللہ اعلیٰ باہود دنیا کھو شفا و ما تریہ کجا ہوتے غوغائی مرا کا ہے
 و انما تے ہاں نیست والا ان حضرت علیہ اللہ علیہ وسلم و ما ترست از ہر دہم
 کار ہوتے دنیا و آخرت اشت اھمات منہ

یعنی حضور کے فرمان انتم اعلیٰ باہود دنیا کھو کا مطلب یہ ہے کہ مجھے
 دنیا کی طرف التفات و توجہ نہیں ہے وہ انحضرت علیہ اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت
 کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ عالم ہیں

مسئلہ انما تم نے حضور سے خود فرمایا کہ میں نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء
 جان میں مدنی زمین کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی پیشگی کو کہتے کہ میرے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کے سینے آسمان اور زمین کی ساری سلطنت کا شاہد ثابت

اور اسی آیت کے تحت کذاک سے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت
 حدیثیں گرام سے حدیث پر شیطان بنیہ کا بواب دیتے ہوئے حضور کو دنیا و آخرت
 کے تمام علوم میں ساری مخلوق سے زیادہ علم ہونے کی تصریح فرمادی۔ مؤولہ بندی پر
 زائیت کو بانی نہ حدیث سنیں نہ حدیث کے قرآن پر کان دھیں بلکہ حضور کا علم
 کھٹانے اور شیطان کا علم بڑھانے کے لیے یہ چال ملی کہ علم میں کو علم شیطان قرار دیا
 علوم شیطنت و علم نبوت میں یہ فرق دکھایا کہ پہلے کو گوبر اور دوسرے کو گلی بتایا۔
 لہذا میر صاحب کے عربی مولوی شکر اللہ صاحب اور سارے دہلوی بتائیں کہ
 وہ شیطان کا علم کو کون سے ہیں جو گوبر کی طرح نہیں ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم سے تمنا سے نزدیک شیطان بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ علوم شان رسالت کے لائق
 نہیں۔ مگر ساتھ ہی اس آیت کے معنی بھی بیان کر دیں انی اللہ یکل شی علیہ
 اللہ تعالیٰ ہر شے کا عالم ہے۔ یہ بتائیں کہ اس کی یہ وہ شیطان علوم جو تم نے
 اپنے شیطان کے لیے مخصوص کر رکھے ہیں۔ داخل ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو
 جانتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان علوم میں تمہارا شیطان سزا اللہ اللہ تعالیٰ سے بھی
 بڑھا ہوا ہے اور غیر خدا کے دیتے۔ سینہ وہ علوم خود حاصل کر لیتے ہیں وہ بونہ
 کیا اس کے لیے تم علوم ذاتی مانتے ہو شیطان کے لیے علم ذاتی ماننا تمہارے نزدیک
 شرک نہیں خاص تو یہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان علوم کا عالم ہے تو وہ علوم
 شیطان سے اتنے گندے ہیں کہ تم گوبر بتاتے ہو اور نبی کی کشتان کے لائق نہیں مانتے
 تو وہ گندے علوم خدا کی شان کے لائق کیسے ہونے کیا تمہارے نزدیک خدا کی شان
 نبی کی کشتان سے اتنی گھنی ہوئی ہے کہ گوبر سب نجاستوں کے ساتھ متعصبت ہوتا
 ہے تمہارے ایمان میں تو کھتا ہے ہر مخلوق پر اور یا چرنا وہ اللہ کی شان کے آگے
 چارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ فقیر الایمان صلی اللہ علیہ وسلم کو گوبر کی بولہ گئے۔ یہ
 سب نبی کی عداوت کا خطاب ہے۔ کذلک العذاب واللعنۃ الاحمرۃ اکبر

کالنا بعد ملوں۔ مثل کے دشمن علم کسی چیز کا گندہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ گندہ ہی سے گندہ
 بری سے بری چیز کا علم ہی اس کے جیل سے بڑا دل دہر افضل ہے علم شے پر از
 جیل شے مسلم ہے۔ البتہ اس گندہ چیز کو عمل میں لانا اور گناہ برائے جیسے ایک
 تو کتے کا علم ہے چنانکہ کو ایک سیوا پرندہ ہے جس کی گردن کا رنگ سفیدی
 مائل ہوتا ہے نجاست کا گندہ ہے جیسٹ کا لالہ ہے۔ قرآن مجید حدیث شریف و فقہ
 سے اس کی حسرت ثابت ہے اس کا کھانا حرام ہے اور ایک اس غیث ناپاک نام
 جانکہ کھانا کو سے کا یہ علم عینا شیطنت رکھتا ہے۔ برا اور گندہ اور ناپاک و حرام
 جو کچھ بھی ہے وہ اس کا کھانا ہے جو سلطان کی شان کے لائق نہیں نہ اس کے علم ہی کو
 بڑا بتایا جاتے اسی طرح تمام گندہ چیزوں کو قیاس کر دو۔ انوار ساطعہ کا یہ زمان کہ نجاست
 ناپاک چیزوں میں حضور کے تشریف لانے کا دعوے نہیں کر سکتے حق و حجاب سے اس سے
 یہ کھنا کہ حضور کو ان مقامات کا علم ہی نہیں مانتے یہ فری کر دہائی کو مؤمنوں سے کسی
 جو کچھ علم کے لیے اسی جگہ کے علم کے لیے اسی جگہ کا کیا ضروری ہے دوسرے بھی علم
 ہوتا ہے حتیٰ کہ دور سے دیکھ ہی سکتے ہیں اس پر انوار ساطعہ کو اپنے نظریں
 شامل کرنے سے باز آؤ تو تلافی صاحب سے کہ چھو کہ آپ کو دوزخ کا علم ہے یا
 نہیں اگر نہیں تو ایمان کا دعوے کیوں۔ اگر ہے تو کیا دوزخ میں تشریف سے جا چکے
 ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گتے تو نہیں ہیں مگر اپنے کتے سے لیز تو ہر کتے تو جابیں گے
 مزدور ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ سدا پر جری بری ہیں یا نہیں اگر کہتے نہیں تو
 وہی گوبر اور گلی والی مثالی آپ پر صادق مگر جس نے قرآن بڑھا ہے اسے معلوم
 ہے کہ بے شک بری ہیں وہ کھانا کھاتے پیر اگر وہ بندگان کی طور پر نبی پر کا علم
 بھی رہا ہو کہ ہے اور بری چیزوں کا ماننا شان رسالت کے خلاف ہے تو انبیاء علیہم السلام
 کو کیا عداوت کا بھی علم نہ تھا۔ حضرت خضر اور حضرت بر علیہما السلام کے واقعہ سے
 جس لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی جنت پر استدلال کیا ہے اس پر امام

مازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منہ داروں کی بیچوڑاں کیوں خیر انہی فتویٰ الہی فی حلوم
لا مکتوت بنتہ علیہا، ممکن ہے کہ بیڑی ہی پر توفیق سے جاتے۔ علم نبوت
کے سوا دیگر علوم میں تفسیر کرنا یہ قول مانگ کے ہے مفید ہو سکتا ہے مگر استدلال کیلئے
مرت ممکن ہے یا ہو کر لگائی نہیں اور دیوبندی تو اس بڑے مسئلہ میں کیونکہ مولوی
عبدالحق علیہ الرحمہ دیوبندی نے سیلا شریف کی مجلسوں میں حضور کا تشریف لانا شرک
بتایا مولوی عبدالمسیح صاحب نے اس کا رد کیا۔ مولوی شکیل احمد صاحب نے اپنے
دیوبندی مولوی کی بات بنانے کے یہ وہ شیطان والی عبارت بولی جس کی
حمایت میں رہبر صاحب بھی اچھے تو ایسے کہ نہایت زور کے ساتھ محذور ترکیب
سے ثابت کیا کہ علم زمین کی وسعت میں علم شیطان کا دائرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑھا ہوا ہے۔ ان کی صحت کی پوری عمارت اس پر مبنی ہے۔

لہذا دیوبندی اس بڑے مسئلہ میں اور تفسیر کر کے غلط ہو گئے۔ نبی کو علم
عبر العزلة و التسلیم کا علم اپنے شیطان کے علم سے گھٹانے پر استدلال کر رہے
ہیں لہذا اگر مجتہد اور مفسر ہو سکتے ہیں دیوبندیوں کے نزدیک استدلال صحیح ہے اور
تجربہ کی خلیت لازم ہے تو سنو۔

۱۔ میرزاں کیون امتلائی مرتدا اول مرتدا فی النار یحکون المتلائی فی النار
۲۔ و یحکون کیون المتلائی مرتدا اول مرتدا واجب القتل کیون المتلائی واجب
القتل۔

۳۔ و یحکون کیون المتلائی مرتدا اول مرتدا جائز ان کیون قروا فیہم یراکون المتلائی
قروا فیہم یرا۔

لہذا دیوبندی پہلے مجتہد سے یہ تمام نیچے نکل کر تعالٰی صاحب کی مذمت
میں پیش کر دیں۔ اس کے بعد تفسیر کر کے مذکورہ بالا عبارت سے استدلال کا نام
میں کذا اللہ العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ہ

پھر اس عبارت تفسیر کر کے آپ کا منشاء ہے کہ میرزا نبیہ بنور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم سے علم نبوت کے بغیر ہی بڑھ گئے ہیں اور وہ علم انسانی کی کمالات نہیں جو آپ
نے عطا دیوان کیا تو بتائے کہ حضور علیہ السلام کا وہ علم کمال انسانی ہی ہے یا نبیوں
دیوبندی برادری ذرا قرآن مجید پیش فکر لکھ کر جواب دے۔ کیا وہ علم ہر انسان
کے کمالات سے نہیں اس کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علمہ من لدنا ہلما اور اس
کو سونے علیہ الصلاة والسلام فرما رہے ہیں۔ ہل قلعون مسا علمت رشدا
اور یہ بتائے کہ کیڑ زہیں دو لڑن جانب کا کمال ہوتا ہے۔ یعنی پایا جاتے یا نہ پایا
جائے تو اب دیوبندی برادری بوسے کہ غلط حکام میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کیا
مطلب ہوا یہی ذکر گو رہی بتا کا ہا کہ ہے پھر حضرت کا اس کے ساتھ متصف ہونا جائز
ہی کہتا ہے یہ ہے دیوبندی نداشت ہیں کہ داعل میں گو رہ ہوا ہوتا ہے وہی
ایسا کیجئے ہیں: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

المصباح المحبذ دیوبندیوں کے دو ہیں وہ بے مثل کتاب ہے۔ جو پہلی
آپ ہی نظیر ہے باوجود کہ نہایت مختصر ہے مگر دیوبندی مذہب کی وہ حوالہ تصویر
ہے جس میں ذریت و جایہ دیوبند کے میں گندے عقیدے میرزا دیوبندیوں
کی جو کست ابوں کے حوالے بیان کئے ہیں اور ہر اور اسکے غلط ثابت کر دینے
پر پانچ سو روپہ انعام معزز کیا ہے مگر چار پانچ برس سے آج تک کسی دیوبندی میں
یہ محبت نہ ہوئی کہ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کر کے انہی رقم وصول کرنا اور اللہ
تعالیٰ مستحکم بہت ہو سکے۔

الحمد للہ کہ المصباح المہید نے دیوبندیوں کو دم بھڑک دیا گوستان
دیوبندیہ میں ساآگ دیا۔ دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ پھٹے پھٹاتے ہاتھ سے
نکل رہے ہیں تو اس کے جواب میں محتاج المہید لکھی جس میں دیوبندی مذمت کے
مطابق بڑی بڑی کھاری، مذہب کاری، چال بازی، انفریاداری بہتان طرازی

سے دیوبندی مذہب کی طرف ضرور کو چپا نے اور اپنے کفریات پر پروہ ڈالنے کی
 بلام کوشتش کی اس کے دو باب مقرر کیے پہلے باب میں اپنے تئیں دجالی عقیدوں
 پر غلبہ سازی پیدا اور دوسری تفسیر بازی کی دہش دکھا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور
 اب دوم میں دیوبندی مذہب کا آئینہ دکھایا ہے بغضہ نقاسۃ العذاب الشدید
 نے جب مستمع الحمد کے باب اول کے دھڑیں اڑا دیتے پرستے پرستے کر
 دیتے تو دیوبندی تیزی کی حقیقت ہے اس کے لئے کہ عذاب الہی کا ایک پتھر
 ہی کافی دوا دیتی ہے ایک اشارہ ہی میں چٹکا چر کر دے گا لہذا اب وہ باب دوم
 کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اللہ التوفیق۔

باب دوم دیوبندی مذہب کا آئینہ

دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی شان

۱۔ دیوبندیوں کے نزدیک اللہ شہادہ و تقاضے کا علم
 لازم و ضروری نہیں بلکہ تمام ممکنات کی طرح ممکن اور حادث ہے اور اختیار ہی
 ہے جب چاہتا ہے اپنے اختیار سے عیب دریافت کر لیتا ہے جب نیک
 نہیں چاہتا جاہل رہتا ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شدید مولوی اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں عیب
 کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ تقاضے کی
 ہی شان ہے تقریبۃ الامان ص ۱۷۰ مطبع جہانپور دہلی۔

جب چاہے دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اہل نیک یافت
 نہیں ہوا لہذا جب نیک دریافت نہیں ہوا خدا جاہل رہا اور علم الہی اختیار ہی ہوا
 لہذا ممکن اور حادث ہوا۔ دیوبندی مذہب میں اللہ صاحب کی یہی شان
 ہے کہ علم الہی ممکن بھی ہے حادث بھی ہے اختیار ہی بھی ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کے نزدیک

خدا کی شان

اللہ تقاضے زمان و مکان میں
 گھرا ہوا ہے اس کو زمان و مکان دھیت سے پاک ماننا اس کے پیدار کر بلا دھیت
 و غیر متبادل کے ماننا بدعت و تحریف ہے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ تنزیہ اور تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اجابت و رویت بلا جہت و اوقات (اللی قولہ) ہرگز تخیل بہ حادث حقیقت نیست اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را از مجلس عقائد وینہ مشارع الہیہ شخصاً البیان الخ ص ۳۳۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا زمان و مکان سے پاک ہونا اور اس کا وہیادینہ جہت اور مقابلہ کے ماننا بدعت حقیقہ ہے۔ اگر اس کا مستحقان بقول کو دینی عقیدہ شمار کرے جب خداوند قدس کو زمان و مکان سے پاک ماننا بدعت متفقہ ہوا تو مرد خدا سے کھانے کی مکان اور زمانہ میں محدود ہوا جب نہ ان میں محدود ہوا تو مرد اس کی کچھ عمر ہوگی۔ لہذا دیوبندیوں کو بتایا تو کہتا ہے خدا کی عمر کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے خوب صاحب کر کے ٹھیک بتانا

دیوبندیوں کے نزدیک رسول کی شان
ہو جائے تو کئی حرج نہیں مگر بندے اس کے جھٹ پر مصلح نہ ہوں کیونکہ خدا جھٹ بولنے میں صوفیوں سے ڈرتا ہے اگر بندوں کو پتہ نہ چلے تو پھر خدا کو جھٹ بولنے میں کوئی پرواہ نہیں۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ بعد از ہر ممکن بہت کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شد و پس قول با مکان و جہت و مثل اصلا بجز تکذیب سے اندھنوں میں گرد و دھبہ قرآن مجید بعد از زائل شدن سمت رسالہ و بکر و ذی ۱۳۹۵ ملایا اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کا یہ ہیں آپ کا شریک و ہمسر ہوا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہذا اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تکذیب ہو اور کذب الہی لازم آئے اس کے برابر ہیں رسولی اسماعیل صاحب سے یہ کفری بول بولا کہ قرآن مجید دلوں سے بھلا کر لیا کرے تو کسی شخص کی تکذیب ہوگی

لہذا صاف انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں تو جھوٹی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھٹ پر مصلح ہوں اگر نہیں بھلا کہ اپنی بات جھوٹی کر دے تو تکذیب کہاں سے آئے گی کہ اب کسی کو دھوکہ یاد ہی نہیں کہ جھٹ ہونا بتائیے غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان کی محنت مادی پھر کیا پرواہ ہے۔

دیوبندیوں: تمہارا خدا ایسا عجیب وادب ہے کہ واقع میں جھٹ بولتا ڈر کوئی حرج بھی نہ ہو اور آتا بزدلی کہ بندوں سے ڈرتا بھی ہے معاذ اللہ اسی وجہ سے تم جھٹ بولنے کے حامی ہو اور بزدلی اتنے کو ڈر کے اسے مسلمانوں سے اپنے یہ کفری عقائد چھپاتے ہو۔

مک۔ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھٹ ہوں کہ جس پر بندے مصلح نہ ہوں کسی طرح محال نہیں۔ کیونکہ اگر خدا جھٹ نہ بولی سکے تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

حوالہ۔ دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ السلام کہ کذب مذکور محال یعنی مسطورہ باشد یہ عقد فقیہ غیر مطابق لخواص و اقداسے اس پر بلا تکبر و انبیا خارج از قدرت الہیہ نیست و الا لازم آید کہ قدرت السانی ازید از قدرت ربانی باشد بحر ذری ص ۱۳۵

یعنی مسند جھوٹی جھوٹی باتیں گو کہ کفر شتوں اور بیہوں کو خبر دینے پر قادر ہے کیونکہ اگر اس جھٹ پر قادر نہ ہو تو لازم آئے کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

یہ دلیل عراحتہ ثابہت کر رہی ہے کہ انسان جو کچھ اپنے سینے کہہ سکتا ہے وہ سب خدا سے کھانے کی ذات پر روا ہے، خدا بھی اپنے سینے وہ سب کچھ کہہ سکتا ہے جو کچھ اگر کئی ایک کام بھی ایسا ہو بندہ کر کے اور خدا نہ کر

توبہ بندہ کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی لہذا اب درو بندی و حرم میں خدا کی شان سزاورد درو بندی دلیل سے پریشان کر ثابت کیے جاؤ۔

خدا کا نام کا سکتا ہے، اس کا سکتا ہے، جاگ سکتا ہے، پاخانہ پشاپ ہو سکتا ہے ہل پر سکتا ہے، راستہ بھول سکتا ہے، غافل ہو سکتا ہے، خدا کا علم ہو سکتا ہے، اپنی ناک کان کاٹ سکتا ہے، اپنی آنکھیں چھڑ کر اندھا ہو سکتا ہے، خدا کا گھرنٹ کر، زہر کھا کر، خود بخود مر سکتا ہے، ارگہ، رجمی جاسے سے چرچہ کر، خود بھی کر سکتا ہے، خدا باقی میں قلوب کر، درخت سے گر کر، دیوار میں دب کر سکتا ہے درو بندیوں کے مدرسہ کا طالب علم ہو سکتا ہے، خدا بیک نام سکتا ہے، دو مزن کا اپنے کام میں شریک کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، جن کو سجدہ کر سکتا ہے، خدا پوری کر سکتا ہے، اگرہ کاٹ سکتا ہے، ڈاکہ مار سکتا ہے خدا درو بندیوں کی طرح گاندھی کیسے پکار سکتا ہے، گھد پھن کر گاندھی کیپ ادھر کر بندے لازم کا گیت گاتا سکتا ہے، مولوی حسین احمد، مولوی کفایت اللہ، مولوی عبد شکور وچرہ کی طرح جیل جاسکتا ہے، مولوی احمد سیدی کی طرح جیل کے خوف سے حاکم پر گونے کے اجلاس میں جھوٹ بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر ہی مافی مذہب تو جیل جاسکتا ہے، ان سب باتوں میں سے درو بندی جس کا بھی انکار کریں تو خدا ان کے شہید کی دلیل سے ثابت کر دے۔ شہادت کوئی درو بندی کیسے کر خدا کا گھونٹ کر نہیں ہو سکتا ہے تو اس سے کہو کہ ان کا گھونٹ کر ہو سکتا ہے خدا اس پر قادر نہ ہو اور اپنا گھونٹ کر نہ مرے تو تباہی شہید کی دلیل سے لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے لہذا حقیقت یہ نزدیک لازم و ضروری ہے کہ خدا اس پر قادر ہو کہ اپنا گھونٹ کر مر سکے۔ یہ ہے درو بندی و حرم میں خدا کی شان کہ ان کے خدا کے مہربان کی گنجی نہ شمار وادہ رسے بہادر مولوی اسماعیل دہلوی درو بندیوں کے شہید شہا بن کیا دلیل

بیان کی ہے، حرم خدا کا جھوٹ ثابت کرنے کے لیے اس کی ذات مقدس پر حیرت انگیز عیب لازم کر دیئے۔

مسلمان حرم فرما میں درو بندی ہی اپنے شہید کی دلیل کو دیکھیں اور ذرا انصاف سے دیکھیں اور بتائیں کہ وہ کون سا عیب ہے جو تباہی شہید کی دلیل سے لازم و ضروری نہیں، سارے مہربان تمام سے عیب بتائیں کہ خود تباہی شہید سے اللہ عز و جل کے لیے لازم کر دیا ہے، باوجود اس کے درو بندی مہربان عظیم ہے کہ یہ عقیدے رضا خاںوں کے بالی مذہب (یعنی مولانا احمد رضا خاں صاحب) نے ازراہ افزا و بہتان حضرت شہید کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔

مقام المجدد ص ۸۷۔

درو بندیوں کا دیکھو ایسے بہتانوں سے تباہی شہید کے کفریات پر پردہ نہیں پڑ سکتا، کیونکہ سب ایک روز کی مذکورہ جہالت نے آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا کہ خود مولوی اسماعیل نے تمام جہیوں اور گلی بے حیائیوں کو خدا جیسے لازم و ضروری کر دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حرم ان میں سے بعض کو فرستے ڈکر کر دیا ہے، تاکہ درو بندی اپنے شہید کی مشان اور خوش مشنگی سے واقف پر جائیں، مگر رہبر صاحب نے اس جرم اسماعیلی کے حوض بوکھا بوکھا کر اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ اہل سنت پر ترجیح کیا بہت سی گلیاں میں گولیوں کی کیا شکایت، درو بندی دہریوں کو تو انصاف و دیانت کا دشمن ہونا ہی چاہیے، کیونکہ انہوں نے مولوی اسماعیل کا دامن تقابا ہے، جو بغا پر خندہ اندوز قدوس کو مہربان نہیں بلکہ تمام جہیوں اور گلی بے حیائیوں کا خیرہ مانتے ہیں اور لطف یہ کہ تو حیدر کے علمبردار ہیں کہ اہل سنت کی سنت پر منہ راستہ میں شرم نہیں آتی، آدھے کہاں سے شرم و حیا تو ایمان والوں کا حصہ ہے ایسا و فحشہ من ایمان حق ہے۔

دیوبندی مہر میں رسول کی شان | علیہ السلام کے نزدیک رسول اللہ

اور یہاں زیادہ سے زیادہ گاؤں کے زمیندار کے برابر ہے ان کے نزدیک رسول کی بے حد ہی شان ہے۔

حوالہ: بیساکہر قوم کا پورہری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوی گریہ پڑھ کر اپنی امت کا سردار ہے۔ تقویت الایمان ص ۵۷ مطبع صدیقی دہلی۔

اللہ اکبر رسول کے مرتبہ کا کہیں ٹھکانا ہے۔ کتنا بلند کتنا بزرگ کتنا اونچا کہ پورہری اور گاؤں کے زمیندار سے بالا۔ اسی وجہ سے دیوبندی مولوی آئین صاحب کا دامن نہیں چھوڑتے اور ان کو شہید اور توحید کا علمبردار کہتے ہیں کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کے نزدیک رسول کی سرداری پورہری کی طرح ہے۔

۵۷۔ دیوبندی مذہب میں رسول کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ذوق بزرگ بھی نہیں۔ ذوق ناچیز سے بھی کمتر ہے۔

حوالہ: سب اسبیا اور ادایا میں کے رد و رد ایک ذوق ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویت الایمان ص ۵۷ مطبع صدیقی دہلی۔

یہ قرآن مجید کا رو ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ لِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِلّٰہِ الْمُلْكُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے۔

مولیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا وہاں خدا اللہ وجہا ہوئے۔ علیہ السلام کے نزدیک با عزت ہیں۔ جیسی علیہ السلام کے لیے فرمایا۔

وجہا فی الدنیا والاخرۃ جیسی علیہ السلام کو دونوں جہان میں عزت ملے گی۔ دیوبندیوں کے شہید نے ان سب آیتوں کا انکار کر کے رسول کی شان ذوق ناچیز سے بھی کمتر کر دی۔ دیوبندی اس لیے مولوی اسماعیل کو

اپنا پیشوا مانتے ہیں کہ انہوں نے شان رسالت کو گھٹانے کیلئے ذوق ناچیز کا رد کیا ہے۔

۵۸۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے لطف کے کہ مولوی اسماعیل دیوبندی نے اسی غیبت قول کا انستہ راخوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔

حوالہ: یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں تقویت الایمان ص ۵۷۔ مطبع صدیقی دہلی۔

قالہ بر اللہ کی لعنت جنہوں نے تو فرمایا ہے ان اللہ حکم سے علیہ السلام سائل اجساد الانبیاء و رسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اللہ تعالیٰ سے اسبیا علیہم السلام کے بھون کو زمین پر حرام کر دیا۔ اللہ کے ہی ذمہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ یہاں مٹاں رسالت گھٹانے کے لیے دیوبندیوں کے شہید نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے۔

۵۹۔ گھٹانے پہنچنے پہنچنے میں رسول کے حکم پر جان شریک ہے۔ رسول کے مرنے سے کوئی کام نہ کرنا رسول کے منع کرنے سے اس کام سے باز نہ ہونا شریک ہے۔ دیوبندی مہر میں رسول کی ہی شان ہے۔

حوالہ: دیوبندیوں کے شہید فرماتے ہیں۔ گھٹانے پہنچنے پہنچنے میں اس کے حکم پر جان شریک ہیں پھر کے رستے کو فرمایا جتنا بوجھ بھی کیا۔ اس سے دور نہ ہاں اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تقسیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کسی انبیاء اور اہل بیت کی قسم کی تعلیم کو شریک ہے۔ تقویت الایمان ص ۵۷۔

یہ بھی قرآن مجید کا رو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما اقمنا الرسول

نفسہ و دمانہ لیکد حنہ فانتہوا ہمارے رسول جو حکم دیں وہ کو دہیں و چیز سے روکیں باز ہو۔ مسلمان انصاف کو دیکھ کر خدا تعالیٰ دیوبندی کی جیسے نیک حرکت سے

۴۔ دیوبندی مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ ناز میں حضور کا قصور کرنا خلعت بالائے خلعت ہے۔ آپ کی طرف خیال سے جانا اپنے گھر سے اور سبیل کے قصور اور خیال میں ذوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ گھر سے اور سبیل کی صورت میں استغفری ہونے سے نازی مشرک نہیں ہوتا اور حضور کی طرف توبہ کرنے سے نازی مشرک ہو جاتا ہے

حوالہ بمقتضائے خلاصہ بعض اوقات بعض زمانے کے دوسرے سے اپنی بی بی کی محاسن کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب و محمد رسول اللہ ہی ہوں۔ اپنی محبت کو دیکھ دینا اپنے بیل اور گھر سے کی صورت میں استغفری ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعلیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چھٹ جاتا ہے اور بیل اور گھر سے کے خیال، کو نہ تو اس قدر پییدگی ہوتی ہے اور نہ تعلیم بلکہ حق اور دلیل ہونا ہے اور عیسیٰ کی عظمت اور بزرگی ہونا نہیں ملحوظ ہو رہا ہے کہ شریک کی طرف شیخ کسے جاتی ہے۔ عموماً کس تعلیم سرجم اردو حضرت مولوی اسماعیل دیوبند

مسلمانوں، بلکہ انصاف سے کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قصور کو خلعت بالائے خلعت کہنا آپ کے قصور کو گھر سے اور سبیل کی صورت میں ذوب جانے سے بھی زیادہ برتر جانا کیا اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں ہے کیا یہ حضور کی شان رفیعہ میں مسخری گالی اور کلمی گستاخی نہیں ہے کیا گالی اور گستاخی کے سر پر بیگ ہوتے ہیں۔

مولوی اسماعیل بی کی سرداری چودھری ابد بان کی طرح بتائے۔ کہیں وہ بھی اڑھائے اور ذرہ ناہیز سے بھی کتر بتائے۔ نبی کے حکم پر چلیں مشرک بتاتے۔ حدیث کہ مار کھائی میں طائے مگر دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب خاص توحید اور دس سحر صرف ہے۔ ان کے یہاں رسول کی بس

یہی شان ہے۔ ان کا یہی مذہب ہے۔ یہ تو ہیں معلوم ہے کہ دیوبندیوں کا یہ مذہب ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں سے اس درجہ چھپاتے ہیں کہ اس کے اظہار پر علماء اہل سنت کو گالیاں دیتے ہیں ان پر تبرک کرتے ہیں۔ گالیاں تو دیوبندی و بربر کو مبارک ہوں مگر ہم مسلمانوں پر دیوبندی مذہب کا اظہار صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مسلمان آگاہ ہو کہ باخبر رہیں اور ان کے زہرے اثرات سے محفوظ رہ سکیں لہذا سنو۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شان
۵۔ قرآن مجید کا فرمان
دیوبندیوں کے نزدیک

خطبہ بہت غلط ہے۔

حوالہ قرآن مجید کا ارشاد ہے ذَرْنَهُ أَتَشَاءُ نَضْرِبُكَ بِالْحَقِّ

ترجمہ۔ ہم یہ کیا کرتی دوگوں کے سینے بیان کرتے ہیں ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو یہ امثال دکھاؤ فیض قرآن میں۔ اور قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو عالموں کے سوا دوسرے لوگ نہیں سمجھتے مگر دیوبندیوں کے شہید مولوی اسماعیل تقریرت الایمان میں اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام بھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ اتنی غلط تقریرت الایمان سے مطیع حدیثی دہلی

۶۔ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید مشرک کی تعلیم دیتا ہے۔
حوالہ آیت ۱۰۸ اَنْذَرْتُكُمْ دَافِعُوْلَةً مِّنْ فِتْنَةٍ۔ ترجمہ۔ اے لوگو! کہو اللہ اور اللہ کے رسول سے اپنے فضل سے تنبیہ۔ توبہ یا دے اللہ! اس کے رسول دونوں نے دولت مند کیا ہے۔

آیت ۱۰۹ ذَرْنُوْهُ اِنَّ فِتْنَتَهُ اَقْوَمُ مِنْ بَافِئِیْ۔ ترجمہ۔ اسے چھو نہ

مکدرست کرنا ہے۔ اور زاد اللہ سے اور سفید داغ دانے کو برسے حکم سے تنبیہ۔
یا رکھنا اللہ کے حکم سے چنے علیہ السلام مکدرست کر سکتے ہیں۔
آیت: **أَشْبَحُ مَا أَشْبَحَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ **وَاللّٰهُ**
ترجمہ: جیسا علیہ السلام نے فرمایا میں اور زاد اللہ سے اور کوئی کو مکدرست
کرنا ہوں اور مر دے جانا ہوں اللہ کے حکم سے۔ تنبیہ۔ یاد ہے محنت جیسی
علیہ السلام اور زاد اللہ سے اور کوئی کو مکدرست کر سکتے ہیں اور اللہ کے حکم
سے مر دے جلاتے ہیں۔

اب ان آیتوں پر دو ہند یوں کے بشید علیہ راہ کو جید کا فتوے سنو۔
روزی کی کشتافش اور کئی اور مکدرست اور بیمار کو دنیا جاتی بلانی
جائیں نامانی مشعل میں دیکھ کر کئی یہ سب اللہ کی کشتافش ہے اور کسی انبیاء
جہوت پر کی یہ شان نہیں ہوگی کہ ایسا معروف ثابت کرے۔ اس سے عبادوں
انجلی سمیت کے وقت اس کو کیا برسے سو وہ شرک ہو جاتا ہے پھر خواہ
یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ انہی غصہ تقویت لہران
سلاطین صلیبی دہلی

تنبیہ۔ یہ اسماعیلی حکم مزور یاد رہے کہ روزی کی کشتافش، دولت مند
کرنا مکدرست کرنا، خدا کی دی ہوئی قدرت سے ماننا بھی شرک ہے۔

اب مسلمان بنظر انصاف آیات مذکورہ کو دیکھیں کہ آفتاب کی طرح ظاہر
ہو جائے گا کہ تقویت الایمانی حکم سے تیروں آیتوں میں شرک کی تعلیم ہے کیونکہ
پہلی آیت میں ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ** اور تیسری آیت میں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ**
اور تیسری آیت میں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَؤُلَاءِ** اور زاد اللہ سے اور سفید داغ دانے
کو مکدرست کرنا اور مر دے جانا بیان فرمایا۔ رہا یہ کہ اللہ کے حکم سے مکدرست

کیا۔ اللہ کے حکم سے مر دے جلاتے ہوئے یہ قید شرک سے نہ بچا سکے گی یونکہ اسماعیلی
حکم میں بچنے کو اللہ کی دی ہوئی قدرت سے ہی یہ قہر و نشانہ شرک ہے کسی سے
الطعن: رسول انبیاء علیہم السلام، تمام مؤمنین، ماننے کو مؤمن سب کا حکم ثابت
ہو گیا، کہ تقویت الایمانی حکم سے یہ سب شرک ہیں کیونکہ یہ شرک کہنے والا اللہ
واحسد لا شرک ہے کہنے والے اس کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان
آیتوں پر ایمان لانے والے تمام مؤمنین اور کل فرشتے ہیں لہذا یونہیوں کے
نزدیک بھی شرک ہوئے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید اور اس کے ماننے
والوں کی بس بھی شان ہے۔

دو ہند یوں پر برسے ہو **ص ۸۲** سرخیوں قائم کی ہیں۔ رضاخانی
مذہب میں رسول کی شان، رضاخانی مذہب اور قرآن کی شان، رضاخانی مذہب
میں طاقت الزکریٰ کی شان، رضاخانی مذہب اور ایمانیات، یہ اس عداوت
کی سرخی کا اثر ہے جس نے انصاف کی آنکھ کو بند کر کے جیانی قطعاً سلب کر
دی ہے ورنہ ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس تکلیف کی ہرگز حاجت نہ تھی۔ کیونکہ
اسماعیلی شرک اور قرآنی آیتوں کے ماننے سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل
کے نزدیک اللہ عزوجل، انبیاء علیہم السلام، تمام مؤمنین، کل فرشتے، شرک ہی
ہیں۔

مسلمان جانتے ہیں کہ جو ائمہ شریعہ میں سب سے بڑا جرم شرک ہے مسلمان
کو شرک کہتے ہیں بڑھ کر کوئی گالی نہیں جی جانیہ فرشتوں کو شرک کہنا۔ انبیاء
علیہم السلام کو شرک کہنا اللہ عزوجل کو شرک کہنا، یہ کتنا بڑا مشدد جرم اور
کبھی ایک سے سخت گالی ہے۔ اب اگر یہ اسماعیلی حکم یونہیوں کے نزدیک
بھی جبراً ہے تو اس کے جرم مولوی اسماعیل ہی ہیں، لہذا اس کی جو سزا ہو انہیں
کو دیا جائے۔ عجز موت ہے کہ دو ہند یوں پر مولوی اسماعیل کو تو باقی جرم

شہید چٹرا جاہنیں، مہر دار تو حیدر نایب اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو گالیاں دینا ان پر تبرک کریں، انصاف کا دشمن و دانش کا باغی اور کسے کہتے ہیں،

دیوبندی شیطانت

اس نباشت کا کہیں شک کا ہے، کفریات مولوی اسامیل نجیب، خدا اور رسول کو گالیاں دہ دیں، قرآن مجید سے جنگ وہ کریں جو دیوبندی رہبر جرم عائد کریں، اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ اہل سنت پر رہبر صاحب نے اپنے انشان سجدہ زینہ کے نام سے یہ سہمی قائم کی ہے، بالی رضا غایتیہ اور اس کی امت کا اقرار ہی کفر متقاہ الحدید یعنی اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ اہل سنت کا اقرار ہی کفر ثابت کرتے ہیں اور نگاہیں ہاتھ میں لے کر۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے انکو کتبہ الشہابیہ میں مولوی اسامیل دہلوی کو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرنا لگا گالیاں دینے والا وغیرہ لکھا مگر مولوی اسامیل کے ان کفریات مذکورہ کے باوجود ان کو کفر کیا غلاف احتیاط لکھا، اب خداں صاحب کے منہ سے سننے کو ایسے شخص کو کافر دیکھنے والا خود کافر ہو گیا ہے، خان صاحب موصوف شہید ایمان مشہر پر فرماتے ہیں، شفا شریف و ہزازیہ فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے، تمام امت کا اجماع ہے کہ جو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مذہب یا کافر جوئے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، متقاہ الحدید غرض صاحب دہلی اس نمک بندی کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خان صاحب خود اور بطم خود ڈلی کافر ہیں اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے یہی ایسا ہی کا ہے، انتہی غرض صاحب

رہبر صاحب کی اس ساری نمک بندی کا خلاصہ یہ ہے کہ بارہ دان کفریات کے مولوی اسامیل کی پڑ سے اعلیٰ حضرت کا اقرار ہی کفر ہے،

عداوت کا براہ جو اس نے دیوبندی رہبر کو اندھا کر دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس کمال احتیاط کو عجب سمجھا اور جہالت کی خرابی ہو کر کفر فقہی و کفر کلامی میں فرق نہ سمجھا، فاضل بریلوی نے اسامیل کے سینکڑوں کفریات فقہی شمار کرائے لیکن مقام کفر میں انتہائی احتیاط برتنی کہ مشکوٰۃ میں اسامیل کا اختیار دیا کہ اسامیل کے اقوال غیبیہ علوم میں خلیفہ سے خفیہ و ضعیف سے ضعیف احتیاط اور بعید سے بعید ترمیمی ایمان کا پہلو نکل سکا تو اس کا فائدہ جرم کو دیا اور اسامیل جیسے جرم کی کفریت سے زبان و قلم کو روکا اس سے دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی اور یہ دیکھنا چاہیے تاکہ ایسا محتاط معنی جس کے کفر کا فائدہ دے گا وہ یقیناً ایسا کافر ہو گا جس کے قول میں کوئی ضعیف و بعید ترمیمی ایمانی پہلو نہ نکل سکے گا، لہذا غرضاقی نگہی کے کفر پر دیوبندیوں کو ایمان لانا چاہیے تھا، لیکن کرنا چاہیے تاکہ قازمی نگہی وغیرہ کے اقوال کفریہ علوم میں اگر ضعیف قرار دے دیو ترمیمی احتیاط ایسا نکل سکتا جو ان کو کفر سے بچا سکتا تو حاشا دیکھا اعلیٰ حضرت بھی محتاط شخصیت کا معنی ہو کر بزرگ ان کی تکفیر نہ کرتا۔

کفر کلامی اور کفر فقہی کا فرق

کسی قول کا اگر غلطی ہو کفر ہے، اگر یہ تامل و بعید سے صحیح معنی میں ہو سکتے ہیں مگر جو یہ فقہا کے نزدیک یہ قول کفر اور اس کا قائل کافر ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کلامی بعید متبر نہیں جو مشکوٰۃ میں اس قائل کی مراد معلوم ہے، حکم کفر نہ کریں گے، البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس قائل نے وہی ظاہری کفری معنی مراد ہے، یہی تو مشکوٰۃ میں ہی اسے کافر کہیں گے، بشلہ ایک شخص نے کہا کہ کافر دوزخ میں نہیں جاتے گا، یہ قول بظاہر کفر ہے، قرآن مجید کے خلاف ہے، بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ کفار دوزخ میں جائیں گے

اور بیشک دوزخ میں رہیں گے لہذا فقہا کرام اس قائل پر کفر کا حکم دیں گے اور ایسا شخص جمہور فقہاء کے نزدیک کافر ہوگا مگر اس قول میں ایک بعید پہلو نکلتا ہے اور صحیح معنی ان سکتے ہیں کافر دوزخ میں نہیں جاتے گا یعنی جس وقت دوزخ میں جاتے گا کافر نہ ہوگا کیونکہ کافر منکر کہتے ہیں اور اس وقت دوزخ میں جاتے گا منکر نہ ہوگا اس لیے کہ مرتے وقت جب حجاب اٹھ جاتے ہیں اور عیب شہادت ہو جاتا ہے تو کافر بھی ایمان قاسمے اگرچہ وہ ایمان سبزی نہیں لہذا اقول مذکور کا یہ پہلو قرآن مجید کے خلاف نہیں اس لیے کہ کفر نہیں لہذا متکلمین اس کے قائل پر حکم کفر نہ کریں گے لیکن اس قول کو بڑا ہی کہیں گے اور قائل کو کس سے روکیں گے اور اگر معلوم ہو جائے گا کہ اس قائل سے وہی ظاہری معنی مراد ہے جس پر قرآن مجید کے خلاف ہیں تو متکلمین متناہیں ہی اسے کافر ہی کہیں گے کیونکہ اب یہ کفر انسانی ہے اور اس کے قائل کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ فقہائے کرام ظاہری پہلو کفر پر نظر کر کے حکم کفر دیتے ہیں اور قبول بعید نہیں دیتے اور متکلمین اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضیعت سے ضیعت احتمال ہی صحیح نکل سکتا ہے تو کفر کا حکم نہیں کرتے۔ یعنی کفر کا یہ وہ ہے جس میں قطعاً کوئی شبہ نہ رہے شہ گواہ کام میں ہو یا مشکلم میں یا حکلم میں کام میں رہے کہ معنی یہ ہیں کہ وہ کام کفری معنی کے علاوہ بھی دوسرے معنی کا صحیح احتمال رکھتا ہے اگرچہ وہ احتمال بعید ہو۔

حکلم میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ قول اگرچہ قطعاً کفر ہے مگر اس قول کی نسبت اس مشکلم کی طرف قطعی نہیں یعنی یہ شبہ ہے کہ شاید یہ قول اس کا نہ ہو حکلم۔ میں شبہ کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ یہ قول قطعاً کفر ہے اور نسبت بھی صحیح ہے اسی کو قائل ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ مشکلم نے اس سے توبہ

کر لی ہے مگر توبہ کا ثبوت قطعی نہیں۔
ان جنوں اقسام میں سے ہر شے کی بنا پر متکلمین اس قائل کی تکفیر سے احتیاط کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے
سکوت کی وجوہات

یوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دیر سے دہلی کی وسعت نظر میں کوئی ضیعت تر احتمال اور لکھنؤ پر پہلو صحیح نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ مولوی اسماعیل نے یہی ظاہری کفری پہلو مراد لیا ہے لہذا اس شبہ کی بنا پر کہ شاید مولوی اسماعیل کی مراد وہی بعید احتمال ہو۔ اعلیٰ حضرت نے احتیاطاً اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا۔

فائدہ۔ اس شبہ سے کہ مولوی اسماعیل کے اقوال کفریہ میں کوئی بعید تر پہلو نکل سکتا ہے لہذا یہ اقوال کفر کا نہیں اس سے دیوبندی تقویٰ ایمان وغیرہ کو مبین مہم نامانے والے خوش نہ ہوں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں وہ بعید تر احتمال اور ضیعت تر پہلو اعلیٰ حضرت جیسے محرم غار کی نظر و بین میں نکل سکے۔ و توفیرہ ایمان در سالہ یک روزی و عجزہ کے ماننے والوں کو کیا مفید دیوبندیوں کے بڑوں سے قرا اسماعیل کے اقوال کفریہ کی صحیح تاویل ہو رہی نہ کی بلکہ اسماعیل کے رسالہ یک روزی کی عبارت پر خود دیوبندیوں نے کفر و جہالت کے نعرے دیئے۔ مولوی محمود صاحب سے ملے کہ دوسرے دیوبند کے تمام مدرسین نے طح و ذوقی کھایا یہ نعرے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جس کا نام (دیوبندی مولویوں کا ایمان ہے) لیکن جب معلوم ہو اگر یہ قول امام اعلیٰ لکھا ہے تو کفر نہ برائے نام ہوتے اور

کہا کہ اسے اپنے امام ہی پر اہتمام کر دیا مگر شخصیت پرستی کا براہو کہ باری
کفریات خبیثہ بھی مولوی اسماعیل کا واسن نہ چھوڑا۔
جب کہ ویرسند اسماعیل کے کفری قول میں ایمانی پہلو نہ نکال سکے تو
عوام کا لاف نام جھال شکنی کر دیا تاہم کیا ہمیں شب ظاہری کفری پہلو ہی سمجھتے
ہیں اور اسی کو امام جانتے ہیں لہذا اگر کسی دوسرے مولوی اسماعیل کفر سے نک
ہیں جائیں تو تفریقہ ایمان و کفر نہ ہو مگر وہی دوسرا مستقیم و غیرہ پر ایمان
لٹانے والے تو کفر کی دلیل میں پھنسنے ہی رہیں گے اور دوزخ کے کٹسے
ہی بنیں گے۔

پھر مولوی اسماعیل کا بیٹا ہی ایک ضعیف شیعہ ہی کی بنا پر ہے کہ جمہور فقہاء کرام
کے نزدیک معتبر نہیں وہ ایسے قائل کو کافر ہی کہتے ہیں۔ متکلمین متاخرین تکفیر سے
کفن لسان فرماتے ہیں تاہم اس کے قول کو کفر و ضلال ہی کہتے ہیں قائل ان
کے نزدیک بھی ضلال و مفیل گمراہ بدین اور علیٰ سند ان کی گمراہی کا سبب
ہے۔ مگر شیعہ، امام مثنوی، ولی کامل، الیہ و الیہ قولی پیس۔

دوبہندی و سب سے کی جہالت
کفر فقی اور کلامی میں فرق نہ
سمجھنا یہ دو بندوں کی پڑائی جہالت
ہے اسی جہالت کا ایک شیعہ یہ ہے کہ انکو کتبہ الشہابیہ اور تہذیب ایمان میں
فرق نہیں جانتے حالانکہ دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
تہذیب ایمان کفر کلامی میں ہے اور انکو کتبہ الشہابیہ کفر فقی میں ہے اس میں
مصنف علام نے مولوی اسماعیل کے فقیہ کفریات اور ان پر فقیہ احکام
بیان فرمائے ہیں۔

سوال یہی ہے ہمارے فقہائے کرام پیشوایانہ مذہب کے نزدیک
ان پر اوردان کے پیشوا (مولوی اسماعیل) پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں۔ نیز انکو مرد

انکو کتبہ الشہابیہ منہ۔

جواب کے شروع ہی میں ہے جانشین وہابیہ اور ان کے پیشوا پر وجوہ کفر
قطعاً لفظ کفر لازم اور سب کفریات جاہلہ فقہاء کرام ان پر حکم کفر ثابت۔
انکو کتبہ الشہابیہ منہ۔

انہیں میں ۳۳ پر ہے فرقہ وہابیہ اور اس کے امام (مولوی اسماعیل) جانشین
جاہلہ فقہاء کفریات پر کافر اگرچہ ہمارے نزدیک مقام امتیاط میں انکفار
سے کفن لسان ناخود و غناور و مگر ہی مناسب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بزرگ
اول سے انفرنگ ساری کتاب کفر فقی میں ہے۔ اسماعیل پر فقیہ کفریات حائد
ہیں۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مولوی اسماعیل کافر، اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے متکلمین
متاخرین کا مسلک اختیار کیا اور اسماعیل کی تکفیر سے سکوت فرمایا اس میں نہ
کوئی قدامت ہے نہ تائنص۔ رخ اروض میں ہے۔ عدم التکفیر مذہب
المتکلمین والتکفیر مذہب الفقہاء فلا یفید العقل بالتفہیمین
فلا معقد و لینی کفر فقی پر تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا
فقہاء کا مذہب ہے۔ پس جو شخص فقہاء کے مسلک پر تکفیر بیان کرے اور خود
استقامت متکلمین کا مسلک اختیار کرے اور تکفیر نہ کرے۔ ایسی میں کوئی خرابی
نہیں۔

یہ دوبہندی و سب سے کی جہالت کا انداز ہے کہ انکو کتبہ الشہابیہ اور
تہذیب ایمان میں تضاد سمجھ کر اپنی مقاصد کے عرصہ پر اعتراض کرتے ہیں
جس کا حاصل یہ ہے کہ انکو کتبہ الشہابیہ میں اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل
کی جہالتوں کو معافی کفر میں صاف و صریح کہا اور تہذیب ایمان میں فرمایا کہ
لفظ مخرج میں تاویل قبول نہیں، پھر مولوی اسماعیل کے اقوال کفر یہ میں
تاویل کسی پر ممکن ہے۔ مقاصد غرضاً ۳۵۔

دیوبندی رہبر کا یہ اعتراض اسی جہالت کی تاریکی ہے کہ کفر نفی اور
کلامی میں فرق معلوم نہیں۔ انکو کتبہ الشہابیہ جب کہ کفر نفی میں ہے اور اس
میں اصطلاح فقہا پر کلام کیا گیا ہے تو اس میں صاف مزہج کے وہی معنی ہوں
گئے جو فقہائے نزدیک ہیں۔ مزہج کنا یہ کا مقابل ہے اس کو ظہر کا فی ہے۔
احکام کی نفی ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے۔ انت خالق۔ لا یفتقر الی النسیت
لانہ صریح فیہ غلبۃ الاستعمال و لونی الطلاق عن وثاق لم یدین
فی القضاء لانہ خلاف الظاہر و یدین فیہا بینہ و بینہ اللہ تعالیٰ
لانہ لونی ما یحتملہ۔ یعنی انت خالق و قور طلاق میں نیست کا محتاج نہیں
کیونکہ جو یہ ظہر استعمال کے مزہج ہے اور اگر لفظ طلاق سے بندش کو مٹانے
کی نیست کی تو فضا صغیر نہ ہوگی کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور عند اللہ متبرک و
جی۔ اس سبب کہ اس صحت کی نیست کی ہے جس کا لفظ میں احتمال ہے۔ صاحب
ہدایہ کی تصریح سے دوسرا ظاہر ہوتا ہے کہ مزہج وہ لفظ ہے جس کے
معنی ظاہر ہوں اگرچہ وہ دو سے کہنی معنی کا احتمال رکھتا ہو۔ دوسرے یہ
کہ فقہار اسی ظاہری معنی پر حکم کرتے ہیں۔ احتمال بعید ان کے نزدیک متبر نہیں
لہذا انکو کتبہ الشہابیہ میں اسماعیل کے اقوال کفریہ کے متعلق میں مستدر لفظ
صاف مزہج و مزہج وار دہرے ان کا مطلب یہی ہے کہ یہ عبادتیں معافی کفریہ
میں صاف ظاہر ہیں اگرچہ دوسرا احتمال بھی بعید اور خلاف ظاہر ہو کر وہ چونکہ
حد الفقہا متبر نہیں لہذا فقہائے کے نزدیک مولوی اسماعیل کا قریبی ہیں۔
بعید الامیان۔ چونکہ کفر کلامی میں ہے اس میں کلام متکلمین کی اصطلاح
پر ہے لہذا اس میں مزہج بمعنی مستقیم ہے یعنی کفری معنی ایسے مستقیم ہیں کہ
کوئی بعید احتمال بھی صحیح نہیں مٹا سکتا۔ لہذا اس میں اگر تاویل کی جائے
گی تو غلط اور مستدر بہر کی اور یہ تاویل متکلمین کے نزدیک بھی مردود ہے۔

بعید الامیان میں مزہج کے معنی یہ ہوتے کہ کفری معنی میں مستقیم ہے اور تاویل
بعید کہ بعد میں صحیح نہیں ہو سکتی اور انکو کتبہ الشہابیہ کی یہ عبارت کہ اس کلمی
مٹائی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں چونکہ مسلک فقہا پر ہے اور فقہائے نزدیک
تاویل بعید متبر نہیں لہذا تاویل قریب نفی ہے اور صاف مطلب یہ ہے کہ
اسماعیل کی اس کفری عبارت میں فقہائے کے نزدیک کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں
لہذا اگر متکلمین کے نزدیک کوئی بعید تاویل ہو سکے تو وہ اس کے صاف نہیں
متبر الامیان کے کفر کلامی کی اصطلاح کو انکو کتبہ الشہابیہ کے کفر نفی سے ملانا
یہ دیوبندی رہبر کے کفری عبارت میں ذکر کی جہالت مزہج ہے۔
گروہی مراتب نہ کی زندہ بقی۔

اس مختصر گزارش سے بفضل قاسمے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ
انکو کتبہ الشہابیہ میں مولوی اسماعیل کے اقوال غیث غوثہ پر فحش کفریہ عبارت
جو ہر فقہائے نزدیک مولوی اسماعیل کا زامی حضرت قدس سرہ العزیز کی
وصیت نظر میں کوئی بعید سے بعید پہل نہ مل سکا جس کی بنا پر مولوی اسماعیل کی
تکفیر سے کف مٹا دیا اس کو غلط اور جھٹ کہنا اور اقوامی کفر بتانا دیوبندی
رہبر کی حیا سوز ایمان داری اور ایک جہالت کا اندھ چرا ہے۔

مولوی اسماعیل کی تکفیر سے سکوت کی دوسری وجہ اس قدر کی کفر کی چند
وجہات ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تکفیر سے سکوت کی بھی مختلف وجہ ہو سکتی ہیں۔
مثلاً فتاویٰ صاحب نے اپنی حفظ الامیان میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
قرین کی۔ اس وجہ سے فتاویٰ صاحب کا کفر ہوتا ہے۔ ان کے کفر کی ایک
وجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انہیں فحش متکلمین صاحبان نے اپنی باریں تاملہ
میں صحت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرین کی اور فتاویٰ صاحب نے اس قرین

محل پر مطلع ہو کر بھی فکری صاحب کو اپنا پیشوا ہی مانا لہذا اس وجہ سے بھی
قنازی صاحب کا فرہوشتے،
قلی اذ انما یسکن کھیز سے سکوت کی بھی منتفع وہ ہو سکتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی کھیز سے سکوت کی ایک وجہ تو اور پر گداری دوسری
وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے اقوال کفریہ نبیضہ سے ان کی توبہ ہو
سہ۔ چنانچہ غناؤ نے کشمیریہ بہت بڑا مسئلہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی کا
سلفی کتب خانہ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے
اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے در پر بعض مسائل فقہیہ ائمہ
سے توبہ کی ہے۔ فکری صاحب نے اس شہرت توبہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ
شہرت توبہ کو شہرت کا ذریعہ قرار دیا۔ چنانچہ ۱۳۱۰ھ پر کہتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض
مسائل سے کھس افترا اہل بدعت کا ہے۔ جب فکری صاحب خود مانتے ہیں کہ
چیتوں نے مولوی اسماعیل پر افترا کر کے شہرت دے دی ہے کہ انہوں نے
اپنے کفریات سے توبہ کر لی تھی تو شہرت حاصل ہو گئی۔ اب اس شہرت توبہ کی
موجہ دہی میں استیلا یہی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کھیز سے احتیاطاً کتب
لسان کیا جاتے مگر ان کے اقوال کفریہ نبیضہ غلوہ کو کفر و ضلال ہی کہا جاتے گا
اعلیٰ حضرت دہلوی اہل سنت سے یہی کیا کہ ان اقوال کی کفر و ضلال کہا اور
شہرت توبہ کے شبہ کی بنا پر مولوی اسماعیل کی کھیز سے کتب لسان فرمایا۔ یہ
دوسری وجہ بھی کھیز سے سکوت کے لیے کافی اور نہایت مستعمل ہے اس کو
جاہلانہ کاہل بتانا دہلوی رہبر کی سکت جہالت اور فزی عداوت ہے۔
کاش قنازی صاحب بھی اپنے کفریات سے توبہ کر لیتے یا کم از کم
دہلوی ان کی توبہ مشہور کر دیتے تو اعلیٰ حضرت یا علماء اہل سنت ہرگز ہرگز
قنازی صاحب کی کھیز نہ کرتے مگر وہ تو اپنے عقائد پر ایسے جیسے اور اپنے

کھیز پر ایسے اڑے کہ اذعان فی جہدۃ اور دہلوی اسی حالت میں ان پر
ایسے چڑھے کہ داس میں چھوڑتے۔ حد ہے کہ قنازی صاحب کا کلمہ پڑھتے ہیں
بیداری میں ان پر درود بھیجتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دہلویوں کا ایک دھوکہ

دہلویوں کی چونکہ خداوند قدوس کے
بالا مکان جہان مانتے ہیں اس لیے کہ
کذب و افترا کو اپنی روحانی غذا جانتے ہیں نیز اہل سنت پر بغض و تعاضد
کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں اس لیے دھوکہ بازی افترا پر دہلوی کے
ہوا چارہ ہی کیا۔ اس لیے دہلوی دہرے یہاں بھی اپنے نامہ اعمال کی
طرح کئی ذوق سپاہ کیے ہیں اپنی مقامات کے مشہور پر یہ سرکاری تادم کی ہے۔
بالی رضا خانیت کا آسمانی مرتبہ اس کے ذیل میں رہبر صاحب نے پہلے تو
اپنی جہالت کے اندر عرض کیا کہ پریشان خواب دیکھا جس کی مفصل تفسیر ہم
بیان کر چکے ہیں اس کے بعد لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال
کے بعد ان کے بعض معتقدین و مریدین نے ایک اشتہار رشید المطالع پر لیں
دلی میں چھپوا کر شائع کیا تھا جس میں خان صاحب موصوف کی کچھ کسر مثنوی
کرامتیں لکھی تھیں۔ مقام اربعہ مشہور اس اشتہار کے حوالہ سے دہلوی پیر
نے ۱۳۱۰ھ پر لیں کرامتیں دہلویوں کی تراشیدہ اہل غلوہ قدس سرہ العزیز
کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔

اگر یہ دہلوی جاہلانہ ہیں اس میں شک ہے اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد
اور جس فزیب کاری کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد
سالہ یادگار رضا خاں غامس آپ کے خصائص و فضائل میں شائع ہوا اس کے
علاوہ اور بہت سی کتابیں آپ کے فضائل و مناقب میں لکھی گئیں ان میں
کیوں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ کہ ہمیں شائع ہوں تو اشتہار میں پھر ان معتقدین

مریدین مشہور کا نام تک ذکر نہ ہو تا کہ اس دستان میں مبلغ اہل سنت کمال
 عروج پر تھا مگر اشتہار شائع ہو تو دیوبندیوں کے رشید المصالح میں، غلط یہ
 کو اعلیٰ حضرت کے مستقرین مریدین اشتہار شائع کریں اور مسلمانان اہل سنت حتیٰ کہ
 خود اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان و اولاد ان تک کو اس کی خبر نہ ہو حالانکہ
 دیوبندی نے پہلے ہی مکتوب آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی طرف منسوب کیا
 ہے ان تمام باتوں سے دیوبندیوں کی فریب کاری ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خود
 دیوبندیوں کا ساختہ ہے۔ احمد اور انہیں سکھوں کا ترشیدہ ہے ایسے مکر و فریب
 سے دیوبندی اپنا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اگر دیوبندیوں میں شہرہ برابر
 صداقت اور ذمہ برابر بھی صاحب ہے تو اس کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللہ
 علی الکاذبین۔ پڑھ پڑھ کر اپنے سینوں پر دم کریں۔

دیوبندیوں کی ایک دھاندلی
 دیوبندی رہبر نے فرمایا

میں جناب مولانا حسین رضا خاں
 صاحب کی اس عبارت پر جو حدیث شریف کے صحت پر ہے یہ اعتراض کیا
 ہے کہ رضا خاں نے اسے نہ دیکھ سولی احمد رضا خاں صاحب کا مکتوب شائع
 رسولی کے برابر ہو گا کہ ان کو دیکھنے کے بعد صاحب کے دیدار کا بھی شوق کم ہو گیا
 مقاصد ص ۸۹۔

وہ عبارت یہ ہے ذیل نقوشے کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام
 کو یہ کہتے سنا کہ ان کو دیکھ کر صاحب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی
 زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

اس عبارت کے متعلق حضرت مولانا حسین رضا خاں صاحب دغلا
 سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک دیوبندی کی دجالی کاتیجہ ہے
 وہ یہ ہے کہ اس کا کاتب دیوبندی تھا کہ اس کی بددیوبنی ظاہر ہوئے پر

اس کو نکالا گیا اور اس کا ہون میں میری معذرت کے سبب رسالہ میری تصحیح
 کے بغیر شائع ہو گیا اصل عبارت یہ تھی۔ ذیل نقوشے کا یہ عالم تھا کہ میں نے
 بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے اعتبار سے سنت کو دیکھ کر
 صاحب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا غفلت آگیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت
 قبلہ صاحب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد کے ذیل فتویٰ کے مکمل نمونہ تھے۔ پس
 عبارت کو اس دیوبندی کا کاتب نے تحریف کر کے دیا۔ مگر چونکہ میری
 غفلت دیکھ کر بھی میں اس میں شامل ہے اس لیے میں غافلوں کا احسان
 اٹا ہوں کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلق کر دیا۔

وہ خود منسوب خیر گستاخواید
 اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وہ منسلک
 شریف ص ۸۹ میں اس عبارت مذکورہ بالا کو نکلیں۔ طبع آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ
 اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ قبرستان دہلی میں اس کی تفصیل شائع ہو
 چکی ہے۔

دیوبندیوں کا ان کھول یہ ہے اعلیٰ اہل سنت کی حقانیت کو ذرا سی غفلت
 سے ہی توبہ کرتے ہیں اور عبارت کی تصحیح کا اعلان کرتے ہیں تبتار سے گرد
 لنگوی فتاویٰ کی طرح نہیں کہ وہ اپنے اپنے کویات پر ایسے اٹھسے کہ از
 جانی مہذب اور مادہ پر نیکو اختیار کیا۔

دیوبندی رہبر کی پانچویں فریب کاری
 لکھتے ہیں کہ سولی احمد رضا خاں

صاحب اپنے ایک پر جاتی برکت اٹھا کر گتے ہوتے فرماتے ہیں جب ان
 کا انتقال ہوا اور میں وطن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو
 محسوس ہوئی جو پہلے بار دھرتی اللہ کے قریب پائی تھی، اس پر دیوبندی رہبر یہ

یہ اعتراف کرے جسے

پیر جہانی کی قبر میں تو رسول اللہ کے روضہ اقدس کی سی جگہ بالکل وہی خوشبو محسوس ہوتی اور خود پیر صاحب کی قبر کا اللہ عالم کیا حال ہوگا متاع الہدیہ ملے۔
دیوبندی کے اعتراف کا منشا یہ ہے کہ اپنے پیر جہانی کی قبر کو حضور کے روضہ اقدس کے برابر کر دیا تو پیر صاحب کی قبر ضرور بڑھ کر رہ گئی۔

اس اعتراف کی بنیاد دیوبندی کی گزشتہ عقیدہ پر ہے (ساز اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرگرمی میں مل گئے اس صورت میں جب کسی قبر سے وہ خوشبو آئے گی تو وہ حضور کی خوشبو نہ ہوگی بلکہ اسی قبر کی خوشبو ہوگی جو مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حبیب کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جہانی سیات سے زندہ ہیں اور عین اہم میں تصرف فرماتے ہیں جہاں تشریف سے مانا جائیگا جاسکتے ہیں اگر وہ اپنے کسی غلام پر کرم فرمائیں تو اس کی قبر میں تشریف آکر تواریں۔ لہذا جب مولوی برکات احمد صاحب کی قبر سے وہ خوشبو آتی تو معلوم ہوا کہ اس آفتاب کے گم ہونے سے اپنے اس غلام کو تشریف آوری سے سرفراز۔ لہذا وہ خوشبو حضور ہی کی خوشبو ہے مگر دیوبندی اپنے عقیدے سے مجبور ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور سرگرمی میں مل گئے۔ اس وجہ سے اعتراف کرے جسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مگر اس دیوبندی عقیدہ کو لے کر اعلیٰ حضرت پر اعتراف دیوبندی کی ذمہ کاری ہے۔

دیوبندی دوسرے کی بھی جہالت کی طرف منسوب کر کے کھا آگئے ہیں

کہ اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں ۱۔ ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف

ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ جنازہ مبارک میں سے پڑھا۔

اللہ اکبر! جس نماز میں امام الامامین والاخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوں۔ اس کی امامت بریلی کے یہ منافعاب فرمائیں۔ متاع الہدیہ ملے۔

دیوبندی کے اعتراف کا اصل منشا یہ ہے کہ جب جنازہ اعلیٰ حضرت سے پڑھا اور حضور اس میں شریک ہوئے تو حضور مقتدی ہوئے اور اعلیٰ حضرت حضور کے امام بنے۔

یہ اعتراف دیوبندی کی جہالت اور ان کے گزشتہ عقیدہ کی بنا پر ہے دیوبندی چونکہ حضور کو اپنی ہی مثل سمجھتے ہیں۔ اس لیے اپنے اور پقیاس کر کے ہیں کہ جیسے ہم کسی نماز میں شریک ہوئے ہیں۔ تو اس امام کے مقتدی ہی ہو کر شریک ہوئے ہیں۔ لہذا جب حضور اس نماز جنازہ میں شریک ہوئے تو مقتدی ہی بنے۔ یہ تو دیوبندی عقیدہ کا قیاس ہے۔ غرض مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اپنی ہر صفت میں بے مثل ہیں۔ حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے تشریف لانے پر امام ہی حضور کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جاہت ہو وہی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امام میں حضور ہیں۔ عین حالت نماز میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق اکبر کے پلوں میں بیٹھ گئے حضور امام ہو گئے اور حضرت صدیق آپ کے مقتدی بن گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ لفتدی ابو بکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والناس مقتدون بصلوۃ ابی بکر۔۔۔ بخاری شریف ص ۱۱۱
یعنی ابو بکر صدیق نماز میں حضور کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابو بکر صدیق

کی اقتدار کے سے لہذا حدیث کی روشنی میں غلو غلات کی عبارت کا خلاصہ
مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اگر یہ ظاہری امام تھے مگر اصل
اور حقیقی امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لہذا اعلیٰ حضرت حضور کے مقتدی
ہوئے اور حضور ان کے امام بنے اس پر اعتراض دیوبندیوں کی یہاں
اور بدعتیہ کی کائنات ہے۔

دیوبندی حضور کو اپنا مقتدی بناتے ہیں

دیوبندی! جب تمہارا
عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کسی نماز میں شریک ہوں تو آپ اس ظاہری امام کے مقتدی
ہوئے ہیں تو اب ذرا آنکھ کھول کر تذکرۃ الخلیفین کو پڑھو۔
شیخ سید کریم لکھتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لڑیا ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہنسندہ
خلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے
ہیں تذکرۃ الخلیفین ص ۱۷ مولوی عاشق الدین میرٹھی دیوبندی۔

دیوبندی! تم نے اپنے میں عتیدہ کی بنا پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر
اعتراض کیا ہے اپنے شیعہ اسی عقیدہ اور ایمان سے کہنا کہ جب تمہارے اس
اعتراض کو اب کی بنا پر مولوی خلیل احمد صاحب کی نماز جنازہ میں حضور نے شرکت
فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوبندی امام کے مقتدی ہوئے یا نہیں اور
تم یہ غائب دیکھ کر کافر و مرتد ہوئے یا نہیں بولو ہوئے اور خود ہوتے۔

دیوبندیوں کے نزدیک کسی کی ادا کرنا عبادت برآری کرنا مشکل میں کام آتا۔
سعیت دلاؤ نہ کرنا سب امور خدا کے ساتھ خاص ہیں۔ خداوند کریم نے کسی
کو یہ طاقت نہیں دی کہ کسی کے کام آئے۔ ادا کر کے مشکل میں کام لکھے سعیت
دلاؤ نہ کر سکے۔ دیوبندی و رحم میں اور مذکورہ بالا کا نفی کے لئے عطا فرما

حال ہے۔ جسے دیوبندی دہرے سنہ پر سرخی قائم کی ہے۔ جمہوری احمد رضا خاں
صاحب ادبستانِ عثمانی اختیارات اس میں دارج اعلیٰ حضرت کے ان اشارے اور کتب
کیا ہے جن میں شاعر نے اپنے گورگرا اور اعلیٰ حضرت کو شاہ۔ اور اذنی تعالیٰ حاجت روا
مشکل کشا۔ یاد دہان کرنے والا لکھا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک اولیائے کرام و صوفیائے معظم اذنی تعالیٰ برصیت میں
کام آتے ہیں۔ جو اس دن فرماتے ہیں۔ شیعہ حل کرتے ہیں، خداوند کریم نے انکی قدرت
عطا فرمائی ہے اس پر کوئی تاہرہ قائم نہیں۔

لہذا دارج کے ان استہداسے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں برسکتا۔ یہ
دیوبندی دہرگی یہاں تک ہے کہ مذہب اہل سنت سے ناہنجیں۔ اور اپنا دیوبندی
عقیدہ سے کہیںوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض ہرگز نہیں بکرو دہر صاحب کی
دہالی ہے۔ دیوبندی عقیدہ سے تو دیوبندی ہی پر اعتراض برسکتا ہے اور
وہ یوں ہے۔

گنگوئی صاحب کے اختیارات
یہ کہ کسی کی قدرت میں سوچھری بیز ہی سے
دیوبندیوں کی نظر میں
انکا چاہیے یہ کہ اور کوئی نہ چھری چیز دے

سکا ہے۔ زیدی، تقویۃ الایمان ص ۱۷

جب کہ دیوبندی مذہب میں مشکل میں کام آنا حاجت روانی کہ تاہر جہاں بڑی
چیز دینا اللہ صاحب ہی کے ساتھ خاص ہوا تو اب اس دیوبندی عقیدہ سے مرثیہ
گنگوئی صاحب کے اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں سے چاہیں ہم صاحب

گیا دور تجسدا عبادت و مصلحتی و جسمانی

اس شعر میں مولوی محمد رفیع صاحب نے اپنے ہر گنگوئی صاحب کو تمام حاجتوں

کا مہابت دہا اور تمام مشکوں کا مشکل کشا بنایا اور ان کا حقیقہ یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو یہ قدرت و اختیار نہیں تو قیضا مولوی محمود علی صاحب نے گنگوہی صاحب کو خدا بنایا کم از کم اپنے برگزگاہی صاحب کو خدا فی اعتقادات ہے۔ دیوبندی پیرسے ملکہ پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بعض مریدوں کے اشتہاری اشتہار سے حجاز میں گیا ہے جن میں پیر صاحب قبلہ کا مشکل کشا نورانی کی متیہ آئینہ سر ضیاء واضح رنج دیا۔ دونوں جہان میں مدد فرماتے والا بادشاہ و مہتر کھاتا ہے۔

اولیٰ قہقام اور عزیز مہموت لوگوں کے کام سے اعتراف کرنا ہی وراثت کو بواب و بنا ہے۔ کبھی دہریہ صاحب قبیلہ کے شیخ الہند کے کام پر اور تب سارے دیوبندی ہی حقیقہ کی بنا پر برا حجاز غایت میں تو اس کا بواب سنی عوام کے کام سے وہ بھی اہل سنت کے حقیقہ کے خلاف ہو سکتا ہے کیا دیوبندی جس قسم میں انصاف اسی کا نام ہے۔

دوسرے اہل سنت کے نزدیک بزرگان دین باذن حق نے مشکبیں مسئلہ کرتے ہیں۔ دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں پیران پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پیر کمال آئینہ جمال الہی ہے جس کا کثرت برہوقی قاہرہ و ملا و ملا میں گزرا۔ پیر صاحب کو اگر نورانی کی آئینہ کہہ دیا تو تم نے خدا سمجھا یا قبیلہ کے نزدیک آئینہ

بھی حسد ہے۔ یہی قبیلہ اورین و ایمان ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ و ما نقدر و اللہ حق ذہد۔ انہوں نے سنہ ۱۲۸۱ ہی قدر نہ باقی۔ دیوبندی کی حرم میں جب خدائی اعتقادات کا یہ عالم ہے کہ حق تعالیٰ رسالت کا کیا پوچھا۔ تقویتہ ایمان میں تو انبیاء علیہم السلام کو ذہد ناچیز ہے جس کی تہ بنایا ہے مغالبت و حقیقہ یہ ہے کہ حضرت اقدس شافعی مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان و منصب ہے کہ آپ کے خاتم نبی اویا کو اس ہی صدر کے صدقین دونوں جہان میں مدد فرماتے ہیں۔ نزاع کے وقت و قبر میں شک و شبہ کے سال کے وقت و مشر و نشر میں سر جگر ادا فرماتے

اور شفاعت کرتے ہیں۔ علامہ امام شعرائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میزان شریف میں مسند پر اس کی تصریح فرمائی ہے جس کی عبارت میں درج ہے۔

لہذا ادراخ کے ان اشعار سے میں میں شاعر نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے حشر کی تپش میں اشتہار کیا ہے۔ اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہے پیر صاحب کی جہالت ہے کہ دیوبندی حقیقہ کی بنا پر ان کو حق تعالیٰ رسالت سمجھ کر سنی قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خان اور حق تعالیٰ رسالت۔ مقدس ائمہ مدلل۔

دیوبندی اگر کم کو حق تعالیٰ رسالت اور اس کے ساتھ توہین رسالت دیکھتے ہیں تو یہ حشر قبیلہ کا ہے شیخ الہند گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

قبولیت لے لے کہتے ہیں قبولی ایسے ہوتے ہیں

عہد سودا کا ان کے لقب ہے پیر حسن ثانی

میساتے زان پنج فلک پھر پڑ کرب کو

چھپا چاہے دین و ملت و ملت ماہ کفانی

وفات سرور عیسیٰ لم کا نقشہ آپ کی رحلت

تھی ہستی نظر ہستی محبوب بھائی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحیائی کو و نکلیں ذری ابی مریم

دیوبندی ذرا آنکھ کھولی کہ دیکھیں اور کان کھول کر سنیں ان اشعار میں مولوی

محمد حسن صاحب نے گنگوہی صاحب کے کاسے کاسے بندوں کو یوسف ثانی بنایا

اور گنگوہی صاحب کو میسا بنا کر فلک پر بٹھایا اور یوسف کا چاہے ملحد میں چھپا یا عیسیٰ

عیسیٰ اور یوسف دونوں بنایا۔ گنگوہی صاحب کی موت کو حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قرار دیا۔ جسے کہ گنگوہی کو عیسیٰ بنا کر مرنے سے بولتے اور حضرت عیسیٰ

سے بڑھ کر زندوں کو مرنے سے بچا دیا اور پھر یہ گنگوہی بھائی حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کو کھائی۔ دیوبندیوں نے یہ بھی متفق رسالت اور اس کے ہمراہ قرین رسالت پر تہا سے
شیخ الہند نے لکھی صاحب کو کھانا نہ دیا جس تم ہر نماز کے بعد ہر اہل کفر کے گریبان میں
مرد ڈال کر اپنے ذہب کی حقیقت پر حاکم کی کہ شاید اللہ تم سے تم کو توبہ کی توفیق
دے اور اگر براہ کفر کسی مسلمان پر مباد۔

ہم تہا سے شیخ الہند کا کام پیش کستے ہیں اس کے مقابلہ میں ہم حوام الناس کو
ہتے ہو یہ تہا سے غریب و یتیم و یتیم و یتیم ہے حوام نہ خود مر داریں نہ دوسروں کو
کا ذرہ دار کیا تم اپنے شیخ الہند کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو اگر ایسا ہے تو یہی اعلان کردہ
نیز اس سے یہ امتیاز آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ کھانا اہل سنت میں
سے کسی کو ایسا کفری کام ہی نہیں جہا پر تہیں اعتراض کا موقع مل سکے اس لیے
بے علم حوام ہی کے کام سے آڑ پکڑتے اور اپنے گردن کے کھڑکے چھپانا
پاہتے ہر مسلمان کے مانند آں مائے کز دستہ زائد مغل۔

دیوبندی دہرے مروجہ کے اس شریعہ
تعمیر کے آگے رفتہ میں جو پھیں گے تو کس کا ہے
اوپر سے سر جھکا کر ان کا نام احمد رضا خاں کا

احمد رضا خاں نے کہنے کے لیے یہ سرفی قائم کی ہے۔ تعمیری کے سوال پر رضا خانی امت
کا جواب مبالغہ ہے۔ اعتراف میں ہی دیوبندی کی جہالت ہے کہ وہ جب سوال
تعمیر کے وقت صرف نئے کام دیا اور عقلم کا دھڑا نہ تھا جس سے تو اس وقت ان
سے استغاثہ میں ثابت۔ اعلیٰ حضرت کا جواب ہے نام لینا استغاثہ کیلئے ہے آپ کی
برکت و احادیث سے تعمیری کے سوال کا جواب ہسانی جو اور پیشکل انسان ہو دیوبندی
دہرے اپنی جہالت سے اعلیٰ حضرت کے نام کو تعمیری کے سوال کا جواب سمجھ لیا
اس لیے مروجہ کے شریعہ پر اعتراض کیا اور مطلق یہ ہے کہ دیوبندیوں کی پیچ و پیکار
کی تعمیری نہیں اپنے شیخ الہند کا فرمان سنائی نہیں دینا اور ذرا عزم سے سمجھو۔

مشرقی دیوبندی کیا کہتے ہیں کے

مولوی محمود حسن صاحب اپنے
تفسیر حیدر کے مٹ پر تحریر

فرماتے ہیں۔

قرے اللہ کے پکاروں جو رشید نظام
بوسہ ولی کب کو میرے لکھت مژدوں

مسلمان تو قرے اللہ کریم رسول اللہ پکاریں گے، حضور کے دامن کرم میں پناہ میں
گئے مگر دیوبندی قرے اللہ نہ کرے اللہ کا کام میں گئے نہ رسول کا بلکہ یا مسنگوی یا
نا تو قوی کا شکر پاتے ہی کی دہائی دیتے ہرے قرے انہیں گے اور اس خرافات
پر یہ امید کہ دوزخ اور جنت کے فرشتے نہ چوسیں گے۔ لاسول ولا قوۃ الا باللہ

اھام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب حضرت اوری سلام علیک

ایضاً خارج کی اس نظم کو شاعر نے اعلیٰ حضرت کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض
کیا ہے۔ صاحب مزار پر سلام کرنا اسلام علیکم کہنا آداب زیارت سے ہے حدیث
میں اوشد و زلیا جب تم قبر پر جاؤ تو یوں کہ سلام علیک یا اھل القبروں یا یونین
والہم صلات المحدث، مگر دیوبندی دہرے اپنی جہالت اور عادت میں غریب ہو کر
اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ رضا خانی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح
احمد رضا خاں پہلی سلام پڑھتے ہیں۔

آداب زیارت اور تعلیم حدیث کے مطابق حاضر و سلام دیوبندی رہبر کا
اعتراض اس لیے ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک بکر پر حاضر ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ
اس قبر کو کہ غور بناتے اور خوب سے موی اودہ زود دوسرے بار بار دُوب آہنی دُوب آہنی
کی صدا سناتے یعنی اسے میرے رب بھیجے اپنا جملہ دکھا۔ دیکھ تہا سے شیخ الہند
لکھتی صاحب کے مزار کی حاضری کا یہی طریقہ بتایا ہے خود اپنی حاضری کی کیفیت

بیان کرتے ہیں۔

شہزادی تربت اور گودسے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار اندر ہی مری دیکھی بھی نامانی

اگر یہ سوال ہو کہ مولوی محمود صاحب نے تبت آرائی کی صدا کے سنائی مخاطب کون
مقا جواب تو دشواریں موجود ہے کہ کہیں کی تربت اور گودسے کا اسی سے خطاب ہے وہی
مخاطب ہے یعنی گھڑی صاحب اسی کو تبت آرائی بنا رہے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ
الہند اپنے پیر صاحب ہی سے کہہ رہے ہیں۔ اسے میرے رب مجھے اپنا جگر
دکھا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فہامان مصطفیٰ علیہ السلام واقف کے کنوئیں میں جس کا شمار ہو جائے انشاء اللہ
قلنسے اس کی نجات ہے بسمان اسی سے یہ نسبت قائم کرتے اور باعث نجات
ہماتے ہیں۔ اس سے انکار تو معزور و مستحکم دیوبندیوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ دیوبندیوں
نے انبیا اولیاء سے چونکہ اپنی منیت منقطع کر لی ہے اس لیے دیوبندی رہبر نے
اس نسبت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ مرقع قائم کی ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اور ان
کے کلمے متاع احمد بدستور۔ اس کے ماتحت دارج کے تین مرقع لکھے ہیں جن میں
شاعر نے اپنے سبک بارگاہ رضوی لکھ کر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہم البرکت مرقعاً شام
عبد المصطفیٰ احمد رضا قدس سرہ العزیز چونکہ آقا محمد علی اللہ علیہم السلام کے سچے
غلام ہیں۔ حضور کی غلامی ہی میں اپنا فخر سمجھا ہمیشہ اپنے کو عبد المصطفیٰ لکھا لہذا ان
سے نسبت قائم کرنا آفات سے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت قائم کرنا ہے اس
سے شاعر نے یہ نسبت قائم کی ہے۔

دیوبندیوں نے یہی نسبت قائم کی ہے بجز ان سے جنہوں نے حضور صلی اللہ
عہد وسلم کی شان پاک میں سخت عتک گستاخیاں کی ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تہذیب
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو مابوڑوں اور مالکوں سے تشبیہ دی اور

کہا کہ اگر میں علوم غیبیہ مراد میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید
دھر لیکر بر بھی دیکھوں بلکہ میں عیون اہل ہائے کے بیٹے ہی ماضی سے خلق الامانیان میں
جب سے قاضی صاحب نے شان نبوت سے یہ گستاخی کی دیوبندیوں نے قاضی
صاحب کا لکھ پڑھا شروع کر دیا اور دیوبندیوں کے نزدیک اسب ان کا وہ مرتبہ
ہے کہ وہ۔

تھا قاضی صاحب کے پیر دھوکہ پرینا
آخرت کی نجات بتاتے ہیں۔

پنا بچے تذکرۃ الرشید میں
مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے
لکھا ہے۔ واللہ اعلم بمراد قاضی کے
پیر دھوکہ پنا نجات بخود کا سبب سے۔ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۱۱۔

جہاں اب دیوبندیوں کو انبیا اولیاء سے کیا عرض اب تو کہیں قاضی کے پیر
دھوکہ کہتے۔ نجات ہوتی ہے باز معلوم ہو جائے گا۔ آئے گا۔ ایک دن جس میں تمام
پیکار بچا کر کر رہے گئے۔

یاد دلستا لیستی لدا تخذ فلا ناخلیلا۔ اسے غزالی کا ش میں حضور
کے گستاخ کو دوست نہ بننا۔ مگر اس وقت کی بیچ دو پکار ہے کہ رہے ہیں غفرت
بذل فرماتے ہیں۔

آج سے انکی پناہ آج دو ماہ ان سے
گل زمانیں گے قیامت میں اگر ان گیا

اوپر لکھے کالمیں سے دیوبندیوں کی عداوت
کو چھل و چھپا اور دھڑے سے مزین کرنا شرما جائز نہیں ہے اس سے کلاموں کی
نظمیں اولیاء کو کام کی عزت و عظمت قائم ہوتی ہے جو حقیقت و دوا بچی دھن ہے
جو نفاق دارین کا سبب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی

کتاب روح المعانی میں اس کی تصریح فرمائی ہے اگرچہ گروہ بدین اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیوبندی یہ بھی چونکہ انہیں شرک و فحش میں سے ہے اس لیے بغیر حضرت قبلہ کے مزار مقدس کی مبارک چادر پر اعتراض کرنے کے یہ بے سرخی قائم کرتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کی قرنی جاوہر، مناقب احمدیہ ص ۹۱۔

اس کے ذیل میں چادر شریف کے جلوس کو ذکر کیا اور جلوس کی نظموں کے شعر لکھے اور اس سے زیادہ اعتراض میں کہ گھر نشانی نہیں فرمائی مگر یہ معلوم صرف چادر پر اعتراض ہے جلوس پر اعتراض ہے یا جلوس میں اشعار پڑھنے پر اعتراض ہے یا تینوں پر اعتراض ہے۔ چادر شریف کا شہرت تو شامی کے علاوہ اور گزرا اور حسنا و شریف جب کوئی شری برہمن نہیں بلکہ مسکن ہے تو اس کے اعلان میں کیا حرج۔ اس کے نیچے قالون، بایشل لکھنے جاہلی ہو سکتا ہے پھر جلوس اور جلوس میں اشعار کا پڑھنا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ اشعار کے مضمون میں بھی کوئی قبحیت نہیں۔ دیوبندیوں کی اس شرک زدہشی پر حیرت ہے کہ گاندھی اور

جواہر لال نہرو وغیرہ کے غریبوں نکالیں ان کی توفیق و توفیق میں بے ہمتی عید سے پرائس گاندھی کی کہ جب پچائیں مشرکین کے نیچے زندہ باد کے غرے لگائیں یہاں شرک و بدعت کی سب دکائیں بند کو کے کشین کے قتل لگا دیں بجز اولیائے کرام کی عزت و عظمت کے جلوس پر اعتراض۔ ان کی توفیق میں نظم و قصیدہ پر اعتراض یہاں جھٹ پٹ شرک و بدعت کی دکائیں گول کر سب دیوبندی شرک و فحش کی دھوم مچا دیں۔ بدین ہے یہ مذہب ہے۔ سوائے اس کے کہ اولیاء کرام سے عداوت و دشمنی ہے ان کی عزت و عظمت کو دیکھ نہیں سکتے اور کیا کسب بابا سکتا ہے۔

اس کے بعد دیوبندی دہرے لگا کر شریف ادا اس کے جلوس پر اعتراض کرنے کے لیے نئی سرینیاں قائم کیں لگا کر شریف، لگا کر شریف، لگا کر شریف

اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی تہذیب کے مطابق بازاری سحر سے بھی خوب برکت حاصل کی ہے۔ نیز برکات اور سخاوت تو دیوبندیوں کو مبارک ہم مسلمانوں کو لگا کر شریف کی حقیقت بتانا چاہیے، مگر معلوم ہوا ہے کہ یہ کوئی قابل اعتراض شے سرگز نہیں بلکہ صاحب مزار سے حصول برکت کا ذریعہ ہے لگا کر شریف میں کیڑا اور غلب ہوتا ہے جس سے صاحب عرس کے مزار مقدس کو حاصل دیکھ بطور تبرک وہ غنا و تقسیم کیا جاتا ہے شکر ہوئی ہے جس کا شہرت بنا کر صاحب عرس کی روج مقدس کو اس کا ثواب پہنچا کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے ہجرت ہے کہ مزارات مقدسہ پر مورد رحمت الہی اور مبطا اور ایمانی ہیں ان کا غنا بطور تبرک نیست دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو اور مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں دھو کر پینا حرف جانوری نہیں بلکہ دوزخ سے چاکرید جاننت گئے جاتے۔ یہ تقاضی عقیدت اور اولویت کرام کی ہدایت نہیں تو اور کیا ہے۔

دہر صاحب پر جب دیوبندی شرافت کا جتن سوار ہوا تو دیوبندی تہذیب کا برہان ظاہر شروع کر دیا اور یہ سسرخی قائم کی آلا بھرت رجاس کے چار پر ایک گریب درجن کی دکھاست۔ مناقب احمدیہ ص ۹۱۔

اس کے ذیل میں یہ مسندی نظم نقل کی۔

پیلے جے باہوری جروسے گھوٹا۔ اچھے جیب موری جروسے گھوٹا
بیچ نہ جانتے کہیں موری پسندیا۔ چھتائی بدیا موری جروسے گھوٹا
بہاری باؤں بیا ڈاؤں لگے تیاں۔ بانے سپیا موری جروسے گھوٹا
جروی سے ٹھاری دھو اس گھٹتے۔ دور ننگریا، موری جروسے گھوٹا
اس کے بعد شہرہ سرقی قائم کی، ایک اور جوی جو گنیا لہرا ایک ہندی نظم
اس کے ذیل میں بھی نقل کر کے اپنی تہذیب و شرافت کے ساتھ ساتھ کتاب کو بھی
ختم کر دیا۔ ہندی نظم پر مشافہہ و مسخر دیوبندی تہذیب و دیانت، علم و قابلیت کا

ماتم کہ ہوا ہے یہ دیوبندیوں کی جہالت و حماقت ہے کہ ہندی شاعری کے اصول سے بے خبر ہیں اور ہر اعتراض کرتے ہیں۔ ہندی شاعری میں شاعر اپنے کو جادو اپنے محبوب کی کنیز اور اپنے محبوب کو اپنا خاوند و آقا فرض کر کے کلام کہتے ہندی کی ہزاروں نکلوں نظم اسی اصول پر ہیں۔
مثلاً آج تک کبھی کسی حافی کو یہ دم بھی تو نہ ہوا کہ شاعر اس کے محدود میں حیثیت لائی و دشمن کے تعلقات ہیں۔ اس کی طرف ذہن منتقل ہوا تو دیوبندیوں کا ادراک ہوں نہ ہو۔ اکابر دیوبند میں باہم یہ تعلقات پہلے ہی سے، سب سے ایک دوسرے دیوبندی مولوی کا کلاچ ہوتا تھا چنانچہ۔

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے تعلقات
اور کردار کی ایک جھلکت

ایک مرتبہ خواب بیان فرماتے تھے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ وہیں بے جوتے ہیں اور میر دکاح ان کے ساتھ جا پھر ننوی قنیر فرمائی کہ آخر ان کے بھوں کی کلمات کرتا ہی ہوں یہ تو نکاح ہوا ہے۔ مگر جس فائدہ کے لیے نکاح ہو گیا ہے وہ بھی تو سیتے۔

حوالہ: تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۳۷ پر ہے (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے) ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب سکریٹ کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح ذہن دشمن ہیں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کی کہ میں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرایا اس جہالت کے بعد یہ تو عجیب ادا ہے۔ مگر محمد صالح صاحب کا دیوبندی نے کہا۔ آئینہ خیالی

قد اشون علی القضاۃ (یعنی مروجہ حکم میں موقوف پر) آپ نے بھی رشید احمد گنگوہی فرمایاں آخر ان کے بھوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

پھر صاحب آپ نے ہندی نظم پر اعتراض کیا تھا اس کے ساتھ سڑک کے مذاق اڑایا تھا جو آپ کی جہالت کی دلیل تھی۔ ہندی شاعری کے اصول سے ادا کیفیت تھی پھر وہ انہیں حرام الناس کا کلام ہے اگر بالفرض ان میں کوئی مضمون قابل گرفت بھی ہو تو اس سے اعلیٰ حضرت تنبیہ حاصل سنت ہو کر اعتراض کیا۔ آپ فرماتے کہ اگر ان کے مذکرہ اوردہ حالات فاضل فرماتے جو انہوں نے خود بیان کئے ہیں وہ نہ کسی طرف سے ہیں نہ نظم میں نہ جاننا میں نہ استدلال سے۔ حاف صاف اکابر دیوبند کا مرد و سوسے نکاح ہوتا ہے اور جس نکاح پر پس نہیں کرتے بلکہ جس فائدہ کے لیے نکاح کیا جاتا ہے وہ بھی دل بھر کے حاصل کرتے ہیں۔ خوب صحت ڈالتے ہیں ان نکات میں شاذ باہمی دیوبندیوں کی سمجھ میں نہ آتے اور کہیں کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں خیالات ہیں عادی ہو کر دیے داری کے حالات و واقعات ہیں جن میں دن گزرتا تھا۔ رات کو خیالات بن کر خواب میں نظر آتے تھے۔ پھر خود بے داری میں ان کو صحیح عام میں بیان کرتے تھے اسی سے ہر شخص مزاج اکابر دیوبند کے پاکیزہ جذبات و خیالات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر دیوبندیوں کی تعلیم کے لیے بے داری کا دھرم ہی پیش کرتا ہوں۔

اکابر دیوبند کے برکات و منات و عجائبات بے داری صحیح عام میں داری
رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے باہمی
ذہن دشمنی تعلقات کا مصلحہ ہوں۔

حوالہ: مولوی اشرف علی صاحب تھانی کی اشرف التبیان مطبوعہ دہلی پریس دہلی کے صفحہ پر ہے۔

ایک دفعہ گنگوہی خانقاہ میں حج تھا حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید

دش گردبب جس سے اور یہ دونی حضرت بھی وہی جس میں اشرف فرماتے کہ
حضرت ٹنگوی سے حضرت نازوقی سے محبت آئینہ بیچ میں فرمایا کہ میان ذوالیث جانہ
حضرت نازوقی کے شرا سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چپ
بیٹ گئے حضرت بھی اسی چار پائی پر بیٹ گئے اور وہ لاکھ کی طرف کروٹ سے کیا پنا
ہے ان کے سینہ پر رکھ دیا بیٹے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تنگیں دیا کہ ہے
مروا ہر چند فرماتے ہیں کہ میان کیا کہہ رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے
فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔

ہمیشہ کے درویش کی خاص کرامت۔

مولوی محمد قاسم صاحب علی خاں میں چوں کے کوئٹہ کھول دیتے تھے
اسی اشرف البشیر کے ساتھ ہر مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں مولانا
(یعنی محمد قاسم صاحب) بچوں سے بیٹھے بولتے تھے اور مولانا الدین صاحب زادہ
محمد رفیع سے جو اسی وقت باطل بیٹے تھے بڑی سیسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی
اندھتے کبھی کوئٹہ کھول دیتے تھے۔ درویشوں کا کھول کر ہوش بھٹال کر سونو
خاں میں چوں کے کہ بندھ کر لٹا کر خواب کی بات تو نہیں ہے یہ مولوی محمد قاسم صاحب
کی بیماری ہی کی کرامت ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب ٹنگوی سے جب خالقہ کے
جمع عام میں نازوقی صاحب کو چار پائی پر لٹایا اور ان کی طرف کروٹ سے کہ
ماشاء اللہ ان سے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو سو تو نہیں رہے تھے۔

بہادر ہی تھے۔ خوب ادرکنا۔ نازوقی تو کہ کھسکے تھے بھی اور جمع عام میں اس
حرکت سے شرمندہ ہو کر کبھی کہ میان کیا کہہ رہے ہو لوگ کیا کہیں گے بگر
ٹنگوی صاحب کو اس کی بھی پردہ نہ ہوئی وہ برابر اپنا کام کرتے ہی رہے اندر
یہ جواب دیا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ صبح سے جب آدمی پر جذبات کا غلبہ ہوتا ہے
تو اس کو کسی کے کہنے سننے کی ہرگز پردہ نہیں ہوتی۔ اسی وقت شرم و حیا کا

دامن چاک ہو جاتا ہے۔ اگر درویش کے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔
میں اس وقت اسی پر لکھنا کہ ابوں مصطفیٰ مزاج اس کی سے درویشی مذہب
کی حقیقت کا اعجاز کہ کنگاہ کے کہنے کے احوال میں درویشی مذہب کی کھلم ہے
ان لوگوں کے جذبات و خیالات یہ ہیں اور درویشی مذہب میں۔ یہ اس پائے
کے بزرگ مانے جاتے ہیں کہ عطا سے درویشستان ان کو قلب العالم و جہیز و خیر
نعمان دوران، بھاری زر، محاسن العظم و الخیرات، رشید الاسلام و المسلمین،
حکیم الامت کہتے ہیں۔ ان سے پیچھے طبقہ کا کیا پوچھنا حقیقت یہ ہے کہ۔

آرمیاں غم شدند ملک حسد آخر گرفت

دیکھا دہر صاحب یہ ہے آپ کے مذہب کا آئی قلعہ اور بھینچ مل میں ہر
اکرتے ہستے آپ نے اپنی کتاب کے ساتھ ساتھ غرناؤ کو بھی ختم کر دیا معلوم ہوتا
ہی اس کی حقیقت، العذاب الشدید نے بغضہ قلعے ایک اشارہ میں اس کے
مکھڑے کر دیئے۔ دھریں اڑا دیئے۔ آفتاب نعت النہار سے زیادہ روشن کر
دیا کہ درویشی مذہب میں حقانیت و صداقت کا نام و نشان بھی نہیں اسکی بنیاد
مرحمت مکاری، مہاری، بجا بازی، دھوکہ دہی پر ہے اور ثابت کر دیا کہ اصلاح
الجمہد میں جو مطالب عطا و درویشند کی مہارتوں کے بیان کئے گئے ہیں جی و صبح
میں ان پر پردہ ڈالنے کے لئے جو درویشوں نے متاع الحمد بھی وہ سراسر
کتھب و افترا بھان و تبر ہے۔ اس کے سوا اس کی قطعاً کوئی حقیقت نہیں۔
شہ الدرد و کمال الامر بحدیثہ دت الجلیل و هو حبسی و لغیر الوکیل و العیون
والشہاد حبیہ سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

تمام شد

هر که عشق مصطفیٰ صلی الله علیه و آله سالان اوست

بحر و بر در گوشت یا دالان اوست